سلسلۂ مطبوعاتِ مجلس
۲۷۸

# سمرقند و بخارا

کی

# بازیافت

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ، کے سفر روسی ترکستان
کی معلومات افزا روداد

بقلم

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

ناشر

مجلس تحقیقات و نشریاتِ اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

بار دوم

۱۴۳۴ھ - ۲۰۱۳ء

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | سمرقند و بخارا کی بازیافت |
| نام مصنف | : | مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی |
| صفحات | : | ۹۰ |
| تعداد اشاعت | : | ۱۱۰۰ |
| کتابت | : | خلیل احمد لکھنؤ |
| طباعت | : | |
| قیمت | : | |
| باہتمام | : | محمد کلام الدین ندوی |

طابع و ناشر

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹، ندوہ کیمپس، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

# فہرست عناوین


| عناوین | نمبر صفحہ |
|---|---|
| عرض مولف (۱) | ۵ |
| " (۲) | ۷ |
| مقدمہ از پروفیسر وصی احمد صدیقی | ۹ |
| علاقائی تعارف | ۱۵ |
| ترکستان و ماوراء النہر | ۱۵ |
| ازبکستان | ۱۷ |
| وادی فرغانہ اور سغد | ۱۷ |
| سیحون و جیحون | ۱۹ |
| پیداوار اور زرخیزی | ۲۰ |
| صحرائی علاقے | ۲۰ |
| ازبکستان کے جنوب کے پڑوسی علاقے | ۲۱ |
| قومی خصوصیات | ۲۱ |
| امام بخاریؒ کی یادگار منصوبہ و کانفرنس | ۲۲ |
| جلسہ افتتاحی | ۲۴ |
| مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کا خطاب | ۲۷ |
| جائے یادگار اور منصوبہ | ۲۸ |
| امام بخاریؒ کی شخصیت | ۲۹ |
| بخارا و سمرقند کا علاقہ | ۳۰ |
| سمرقند | ۳۰ |
| بخارا | ۳۱ |
| بخارا کا شاندار ماضی | ۳۴ |
| تاشقند و فرغانہ | ۳۵ |
| دیگر قریبی علاقے | ۳۶ |


www.abulhasanalinadwi.org

| عناوین | نمبر صفحہ |
| --- | --- |
| خراسان وخوارزم | ۳۶ |
| ماوراالنہر اور اسکے متصل علاقے کے مشہور اہل علم وبزرگ اسلاف | ۳۸ |
| علاقہ کا تمدنی وسیاسی زوال | ۴۱ |
| روسی تسلط اور مذہب دشمنی | ۴۱ |
| روسی زوال اور علاقہ کی آزادی | ۵۳ |
| تہذیبی حالات | ۵۴ |
| طرز لباس | ۵۵ |
| ترکستانی زبان اور اس پر روسی زبان کا اثر | ۵۵ |
| علاقائی حالات وخصوصیات | ۵۶ |
| بعض مشترک الفاظ اور انکے مطالب | ۵۸ |
| روسی رسم الخط کے اثرات | ۶۰ |
| خاص روسی صوبے میں مسلم آبادیاں | ۶۲ |
| مذہبی طور وطریق | ۶۷ |
| نسلی تقسیم وعصبیت | ۶۸ |
| روسی دباؤ اور اثر | ۶۹ |
| ملکی وغیر ملکی زبانیں | ۷۱ |
| دینی تعلیم ودعوت کا کام اور وادی فرغانہ کا ماحول | ۷۳ |
| اقتصادی وانتظامی کیفیت | ۷۵ |
| کھانے کا ذوق وطرز | ۷۷ |
| تمدنی حالت | ۷۷ |
| مزارات ومقبرے | ۷۹ |
| روس کی اقتصادی ناکامی اور ترکستان پر اسکا اثر | ۸۰ |
| سیاسی ابتری اور علاقائی تقسیم | ۸۲ |
| تاتاری قوم قدیم وجدید کے آئینہ میں | ۸۴ |
| عروج وزوال کی تاریخ سے سبق | ۸۶ |


www.abulhasanalinadwi.org

# عرضِ مؤلف

(۱)

سمرقند وبخارا کا نام جس طرح تاریخ اسلام کے ہر مطالعہ کرنیوالے کی نظروں کے سامنے چمکتا ہوا نظر آتا رہا ہے میری نظروں میں بھی اسکی چمک دمک آتی رہی ہے چنانچہ اسکی سرزمین کو بلکہ اسکے بسنے والے لوگوں کو جو وہاں کی عظیم شخصیتوں کے فرزند ہیں دیکھنے اور ان سے ملنے کا اشتیاق مجھ کو بھی رہا ہے۔

روس کا آہنی شکنجہ جبتک کسا رہا تو وہاں جانے اور دیکھنے کا خیال ایک خواب تھا۔ لیکن جب وہ شکنجہ ڈھیلا ہوا بلکہ اس شکنجہ سے آزاد ہونیکے آثار ہویدا ہوئے تو وہاں جانا اور دیکھنا ناممکن نہیں معلوم ہوا۔ اور مسلمانوں کے متعدد اداروں اور جماعتوں کے افراد کو وہاں جانے کا موقع ملنے لگا۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ سامنے آئی کہ امام بخاری کی یادگار کے طور پر ایک تنظیم کا اور ادارہ تحقیق علمی اور اس کی ضرورت کی ایک مسجد کے قیام کا منصوبہ آکسفورڈ اسلامک سنٹر کی زیر سرکردگی میں تیار ہوا جسکا آغاز ازبکستان کی حکومت کی اجازت سے سمرقند شہر میں جو بخارا شہر سے تقریباً تین سو کیلومیٹر پر ازبکستان ہی میں واقع ہے اور اسکے چند کیلومیٹر کے فاصلہ پر امام بخاری کا مرقد اور مسجد ہے۔ ایک سیمینار کے ذریعہ کرنا طے ہوا۔ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کا آکسفورڈ سنٹر کے چیرمین ہونے کے تعلق سے اس سیمنار میں شرکت کرنا ضروری تھا مجھے انکی رفاقت میں جانا تھا۔ اس طرح مجھے وہاں جانے کا موقع حاصل ہوا۔ وہاں سے واپسی

www.abulhasanalinadwi.org

پر اپنے مشاہدات و تصورات دوستوں کے لئے قلم بند کئے اور جو تعمیر حیات میں کئی قسطوں میں شائع ہوئے اب یہاں بعض محبین و مشفقین کی تجویز پر کتابچہ کی صورت میں شائع کئے جارہے ہیں اس کے لئے میں اپنے مرحوم مشفق و برادر مولانا سید محمد مرتضیٰ صاحب ناظر کتب خانہ شبلی ندوۃ العلماء کا (جو افسوس ہے کہ ابھی چند دن پہلے مرض کے ایک اچانک حملہ میں جانبر نہ ہوسکے اور انتقال کر گئے) ممنون ہوں کہ اسکی طباعت کی خصوصی فکر کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بیش از بیش رحمتوں سے نوازے۔

میں اُن کے صاحبزادے سید محمد عمیر ندوی کا بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے اسکی اشاعت اول کی طباعت کا ذمہ لیا اور انجام دیا۔

میں خاص طور پر مکرمی و محترمی جناب پروفیسر وصی احمد صدیقی سابق پرنسپل اسلامیہ کالج شاہجہانپور کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میرے ان مشاہدات کو بہت سراہا اور اس کی طباعت پر بہت زور دیا، پھر اسکے لئے ایک قیمتی مقدمہ تحریر فرمایا جو اہمیت و افادیت میں خود ایک دلچسپ مقالہ ہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

www.abulhasanalinadwi.org

# عرضِ مؤلّف

(۲)

مذکورہ بالا عرض مؤلف کتاب کے پہلے ایڈیشن میں شائع کیا تھا، اب کتاب کا دوسرا ایڈیشن پیش کیا جارہا ہے جس میں اس عرض مؤلف کو قدرے اختصار کے ساتھ دیا گیا ہے اس پہلے ایڈیشن کے مقابلہ میں مزید معلومات بڑھائی گئی ہیں اور مزید بہتر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

پہلا ایڈیشن بڑی تعداد میں شائع نہیں کیا گیا تھا، اس لئے جلد ہی دوسرے ایڈیشن کے شائع کرنے کی ضرورت پڑ رہی ہے، دوسرے ایڈیشن کے لئے کتاب کو بہتر بنانا اور اس میں کچھ مفید اضافے کرنا مناسب معلوم ہوا تاکہ کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو، چنانچہ اس ایڈیشن میں مزید معلومات دی جارہی ہیں، اس کے علاوہ کئی وضاحتی نقشے بھی دیئے جارہے ہیں جن سے معلومات کو سمجھنے میں مدد ملے گی، امید ہے کہ قارئین پسند کریں گے، اللہ تعالی اس کو مفید بنائے اور قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

محمد رابع حسنی ندوی

۱۰ر رمضان سنہ ۱۴۱۸ھ

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مقدمہ

سفرنامہ اگر تاریخ نویسی سے مرکب ہو اور مسافر کو اپنی راہ معلوم ہو تو پھر اُس کی تحریر ایک فلسفیانہ عمل بن جاتی ہے۔ اس فلسفیانہ عمل کیلئے ضروری نہیں کہ اُس میں تخیّل کی کارفرمائی ہو ہاں اس کے اثر میں مصنّف کی جذباتی قوت سے اضافہ ہو جاتا ہے اور اگر بیان میں وہ جلیل القدر ہستیاں بھی آتی ہوں جن کی تخلیقات اپنے علاقہ اور اپنے زمانہ سے ماورا ہوں، جن کی بلند و بالا شخصیتیں حقیقت اور جمال کا آئینہ ہوں اور جو مثالی اور آفاقی ہوں تو پھر یہ سفر عقدِ ثریّا کے ستاروں کے بیچ میں ہو جاتا ہے۔ ان حضرات کے فیضانِ قدسی سے ہر دور متاثر رہا ہے۔ ان کے کارناموں میں نیکی اور حکمتِ وہبی اور اکتسابی صلاحیتوں کے ساتھ شامل تھیں۔ اللہ نے جس بے مثال علم و فضل سے اُن کو نوازا تھا اُسے اپنی کتابوں سے انھوں نے ہر خاص و عام تک پہنچایا۔ یہ لوگ وہ جوئے خوش آب تھے جن کے کناروں پر نرگس، لالہ، یاسمن سبھی ہی کھلے ہوئے اس خطہ کو پری خانہ

www.abulhasanalinadwi.org

بنائے ہوئے تھے۔

در راہِ اُو بہار پری خانہ آفرید
نرگس دمید لالہ دمید و سمن دمید (اقبال، نغمۂ محمد)

بہترین علاقہ اور بہترین لوگوں کی یہ سرنوشت مولانا رابع حسنی کے قلم سے کتنی دل آویز ہوگئی ہے، اس کا احساس پڑھنے والے کو کتاب شروع کرتے ہی ہو جائے گا۔ مصنف کتاب کا نام نامی عربی زبان وادب کے باکمالوں میں سرفہرست ہے اور وہ تاریخ عالم اور تاریخ مذاہب پر گہری نگاہ رکھتے ہیں۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں یونیورسٹیوں کا نصاب بنانے والے لوگ تاریخ اور جغرافیہ کو ایسے مضامین تصوّر کرتے ہیں جو ایک دوسرے سے مطابقت نہیں رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی طالبعلم کو یہ دونوں مضامین ایک ساتھ لینے کی اجازت نہیں ہوتی۔ کوئی شک نہیں یہ بات کافی حد تک صحیح ہے لیکن پورے طور پر صحیح نہیں۔ جغرافیہ کا تاریخ پر اثر ہوتا ہے۔ درّۂ خیبر نہ ہوتا تو ہندوستان کی تاریخ بدلی ہوئی ہوتی میں اس نکتہ کی وضاحت میں غیر ضروری وقت نہیں لوں گا مجھے صرف یہ بتانا ہے کہ مصنّف کتاب علم جغرافیہ کے ماہرین میں ہیں۔ اگر اسے اجتماع ضدین کہا جا سکتا ہے تو مولانا کی ذات اس کی حامل ہے، میں بغیر کسی مبالغہ کے مولانا کو البیرونی سے تشبیہ دے سکتا ہوں۔ جغرافیۂ عرب اس پر گواہ ہے۔ اس سفر نامہ میں بھی اس پورے علاقے کے جغرافیائی پہلو کو بہت زیادہ اُجاگر کیا گیا ہے اس کی سرحدوں اور مختلف علاقوں کو بڑی

www.abulhasanalinadwi.org

تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ سمرقند و بخارا کے ساتھ وادئ فرغانہ ازبکستان، مرغینان، قرغیز، چینی ترکستان، تاجکستان، ترکمانستان، خراسان خوارزم، آذربائیجان کا سیر حاصل ذکر ہے اور ان کی طبعی خصوصیات کا تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ جس دیار کا ذکر آیا ہے اس کی تاریخ، اس کا ماحول، اس کا معاشرہ، اس کے ثقافتی روایات، اس کے فرزند، دورِ اقبال، دورِ انحطاط، مذہب کی کارفرمائی سب کا ایسا بیان ہے جو قاری کو اپنے ساتھ لے چلتا ہے۔ وہ بھی اُن شہروں میں پہنچتا ہے جہاں انتہائی خوبصورت مسجدیں اپنے الف لیلوی مینار اور گنبدوں کے ساتھ قدم بہ قدم نظر آتی ہیں جہاں بہترین مدرسوں کا جال بچھا تھا۔

اقبال کے "نمایاں بامِ گردوں سے جبینِ جبرئیل" کے مصداق دیکھئے اِس آشنا بستی سے نورانی چہرے ابھرتے ہیں اور اپنے متعلق بتاتے ہیں میں محمد بن اسماعیل بخاری ہوں تم مجھ سے واقف ہوگے۔ میری ساری زندگی رسولِ پاکؐ کے اقوال جمع کرنے میں گزری ہے۔ اللہ نے مجھے جتنی صلاحیتیں دی تھیں میں نے ساری کی ساری ان اقوال کے صحت کی جانچ پر لگادی۔ دیکھو یہ کتاب میرے علم اور میری زندگی کا نچوڑ ہے۔ تم کہتے ہو کہ یہ کتابِ باری کے بعد سب سے صحیح کتاب ہے۔ تم ٹھیک کہتے ہو میری کتاب الجامع الصحیح البخاری ایسی ہی ہے

میں ہدایہ کا مصنّف برہان الدین علی بن ابوبکر ہوں، اگر تم علومِ دینیہ کے طالب علم رہے ہو تو میری کتاب تم نے ضرور پڑھی ہوگی۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں فتاویٰ قاضی خاں کا مصنّف فخر الدین حسن ہوں یہیں کشّاف کا مصنّف محمود بن عمر زمخشری ہوں۔ میں اصول الشاشی کا مصنّف نظام الدین شاشی ہوں۔ میں مفاتیح العلوم کا مصنف خوارزمی ہوں۔ میں ابو اللیث سمرقندی ہوں۔ میں عبید اللہ احرار ہوں۔ میں تفتازانی ہوں۔ میں سرخسی ہوں میں بہاء الدین سمرقندی ہوں۔ میں ابو النصر فارابی ہوں، میں ابوریحان البیرونی ہوں۔ میں ابن سینا ہوں۔ کیسی کیسی نادرۂ روزگار شخصیتوں کی جھلک مولانا نے دکھائی ہے۔ سب کا بیان نہیں کر سکتے ہیں۔ کتنے پھولوں کا رنگ مولانا دکھلاتے کتاب جس دیار کے ذکر میں ہے وہ تو چمنستان ہے۔

یہاں وادی فرغانہ سے بابر اٹھا اور ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ منہاج السراج نکلے اور ہندوستان کی مشہور تاریخ کی کتاب طبقات ناصری لکھ ڈالی۔ یہیں قاآنی نے اپنے مشہور قصیدے لکھے۔ جن کی موسیقی آبشاروں کے ترنم سے زیادہ فردوسِ گوش ہے ؎

نسیمِ خلد می وزد مگر ز جوئبار ہا
کہ بوئے مشک می دہد ہوائے مرغزار ہا

مولانا حسنی کا یہ سفر نامہ پہلا سفر نامہ ہے جو اس دیار پر چھائے ہوئے خونی سرخ بادل کے چھٹنے کے بعد لکھا گیا۔ اس سے پہلے بھی ہندوستانی اور پاکستانی وفود وہاں جاتے رہے۔ اُن کے اراکین نے اپنی یادداشتیں اور تأثرات لکھے ہیں۔ یہ لوگ بہت افسردہ اور بھاری دل کے ساتھ لوٹتے تھے۔ پاکستانی وفد میاں افتخار الدین کی قیادت میں ۱۹۵۳ء میں روس گیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ڈان کے اڈیٹر الطاف حسین بھی ساتھ تھے۔ انھوں نے وہاں کے مسلمانوں کا حالِ زار سبزی کی شکل میں اپنے اخبار میں لکھا ہے اور آنسو بہائے ہیں۔ ڈاکٹر ریاض علی شاہ پاکستان بورڈ کے صدر اپنی ٹیم کے ساتھ وہاں گئے اور ماتم کناں لوٹے۔ اصفہانی صاحب مسجد بی بی خانم کو دیکھنے گئے جو کبھی وسط ایشیاء کی سب سے بڑی مسجد تھی۔ اُس کو کھنڈر پایا۔ محترمہ شائستہ اکرام اللہ فضا میں میناروں اور گنبدوں کو دیکھنے کے لئے مشتاق تھیں۔ اُن علاقوں میں جا ہی نہ سکیں۔

اشتراکیت انسان کی آزادئ فکر آزادئ مذہب بلکہ ہر طرح کی آزادی کو سلب کر لیتی ہے۔ مولانا حسنی اِن علاقوں کے آزاد ہونے کے بعد گئے گو جھجک تھی مگر اب خوف وہراس کا ماحول نہ تھا۔ مولانا نے اپنی تاریخ سے شناسائی، قوتِ احساس، ذکاوت اور قوتِ تخیل سے جو گذری تھی اُس کو ماضی میں جھانک کر دیکھ لیا۔ حقیقت کے شعور نے ایک مبارک مستقبل کی امید دلائی وہ اس نتیجہ پر آئے کہ اب مذہب کی روشنی میں علم، احساس، زندگی اور حرکت کا چشمہ بہے گا۔ مولانا نے بڑے سلیقے سے جزیات کو کلیات میں تبدیل کیا ہے انبساط اور کرب کی کیفیتیں ہر صفحے پر سطروں کے بیچ میں تحریر ہیں۔ وہ نظام پھر سے طلوع ہوا جو رسولِ امّی کا لایا ہوا تھا۔ اب پھر آسمان کی بلندیوں کی طرف پرواز ہوگی۔

سفر کی ابتدا اس طور پر ہوئی کہ بازیافت کے بعد امام بخاری کی یاد میں اُن کی آخری آرام گاہ واقع خرتنگ میں ایک بڑی درس گاہ اور مسجد کی

www.abulhasanalinadwi.org

تعمیر کا خیال دل میں پیدا ہوا، حکومتِ ازبک نے اسلامک سینٹر کے اتفاق اور تعاون سے ایک سیمینار منعقد کرنے اور تعمیری منصوبے کا تفصیلی نقشہ طے کرنے کا پروگرام بنایا۔ آکسفورڈ کے اسلامک سینٹر سے اس سفر کی ابتدا ہوئی۔ اسکے میر کارواں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی تھے جو آکسفورڈ کے اسلامک سینٹر کے صدر ہیں۔ اُن ہی کے زیرِ ہدایت یہ سیمینار منعقد ہوا جہاں ابتدائی خاکہ مرتّب ہوا اور پھر سارے وفد نے اُن ہی کے ساتھ سارے مقامات کی سیر کی۔

مہذّب انسان کی تاریخ کے کسی دور نے ایسی یادگاریں نہیں چھوڑی ہیں۔ یہاں کے ذرے ذرے میں شمس و قمر خوابیدہ ہیں۔ وہ خاکی جنکی نہاد نوری تھی۔ وہ بندے جو مولا صفات تھے۔

میں نہیں چاہتا کہ اس دیباچہ کے پڑھنے میں آپ کا زیادہ وقت صرف ہو۔ اب آپ مولانا حسنی کے ساتھ اس گہوارۂ علم میں گھومئے، خوبصورت مسجدوں میں نماز پڑھئے، امیرِ عرب کا مدرسہ دیکھئے، امام بخاری اور دیگر جلیل القدر عالموں اور مشائخ کے قبروں پر فاتحہ پڑھئے۔ اب مولانا حسنی اور آپ کے بیچ سے میں ہٹ جاتا ہوں۔ داستان گو داستان میں شامل ہے اُسی کی زبان میں سب سنئے۔ حافظ شیرازی کی بات پر دھیان نہ دیجیئے گا جنھوں نے ایک "خال" پر سمرقند و بخارا کو بخش دیا تھا۔

پروفیسر وصی احمد صدّیقی

سابق پرنسپل گاندھی فیض عام پوسٹ گریجویٹ کالج شاہجہانپور

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# علاقائی تعارف

## ترکستان وماوراء النہر

سمرقند وبخارا ترکستان وماوراء النہر کے درمیان میں واقع وہ دو عظیم تاریخی شہر ہیں جن سے مسلمانوں کے تمدن وعظمت کی بہت سی یادیں وابستہ ہیں، سمرقند حکومت وسلطنت کے میدان میں، اور بخارا علم ودین کے میدان میں عظیم تاریخ رکھتے ہیں۔ یہ دونوں شہر تاتاری نسل کے وسیع علاقہ کے وسطی منطقہ میں واقع ہیں، یہ منطقہ ترکستان کے دو مشہور دریاؤں سیحون وجیحون کا درمیانی منطقہ ہے، اس درمیانی منطقہ کو اب نئی سیاسی تقسیم میں ازبکستان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، پہلے یہ اور اسکے ارد گرد کے علاقے کو سمرقند وبخارا کے نام سے اور جنوبی دریا جیحون کے شمال میں واقع ہونے کی وجہ سے ماوراء النہر کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا، چونکہ یہ سارا علاقہ ترک تاتاری نسلوں کا ہے اسی لئے اسکو ترکستان کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے، اسکا مشرقی بازو جو شمالی دریا سیحون کے مشرقی کناروں پر ہے، وادی فرغانہ کے نام سے موسوم ہے اور دریا کے دونوں طرف اہم شہروں اور شاداب زمینوں پر مشتمل ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اس کا وسطی حصہ بالخصوص سمرقند و بخارا کا منطقہ سغد کہلاتا ہے اور اس کا مغربی بازو خوارزم (خیوہ) کے نام سے موسوم رہا ہے۔ ترکستان کے یہ تینوں علاقے بے شمار اہم و تاریخی مقامات پر مشتمل رہے ہیں، جن کی طرف اسلامی تاریخ کی بلند مرتبہ شخصیتوں کی ایک قابل ذکر تعداد منسوب ہے یہ اور ان کے اطراف کے علاقے تاتاری نسلوں کی سرزمین رہے ہیں، شمالی جز میں وسیع اہم صحرائی علاقہ ہے جو قازقستان کے نام سے موسوم ہے اسمیں تاتاریوں کی قازق نسل آباد ہے۔ مشرقی جانب کرغیز کی نسل کا علاقہ ہے اور قرغیزیا کے نام سے موسوم ہے، اور قرغیزیا کے جنوب میں تاجکستان اور دونوں کے مشرقی جانب چینی ترکستان (سنکیانگ) ہے پورے ترکستان کا وسطی علاقہ ازبکستان ہے اور اسکے جنوبی اور مغربی جانب ترکمانستان واقع ہے اسکے اور ازبکستان کے درمیان دریائے جیحون بہتا ہے، دریائے جیحون کے جنوب میں واقع تمام علاقوں کو بشمول ترکمانستان قدیم عہد میں خراسان کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اب یہ سب ترکستانی علاقے وہاں آباد تاتاری نسلوں کے نام سے پانچ چھ حصوں بلکہ ملکوں میں تقسیم ہیں اور وسط ایشیاء اور روسی یا چینی ترکستان کے نام سے پہچانے جاتے ہیں چینی ترکستان یعنی سنکیانگ پھر روسی ترکستان (کرغیزیا، تاجکستان پھر ازبکستان اور ترکمانستان اور ان سب کے شمال میں قازقستان کے ملک ہیں ان کے مغربی جانب بحر قزوین نامی وسیع جھیل ہے اور اس کے مغربی کنارے آذربائیجان، داغستان اور چیچنیا کے علاقے ہیں، تاتاریوں کی کچھ آبادیاں خود روسی صوبہ کے اندر ہیں

www.abulhasanalinadwi.org

اور کچھ دوسرے قریبی علاقوں میں یہ سب عموماً روسی سلطنت کے ماتحت رہے ہیں۔ اب ان میں سے زیادہ ترکو آزادی حاصل ہوئی ہے۔

# ازبکستان

## وادی فرغانہ اور سغد

ان علاقوں میں خاص طور پر ازبکستان قدیم میں جو ماوراء النہر کہا گیا اور ہمارے سفرنامہ کا اصل موضوع ہے کئی حصوں پر مشتمل ہے اور پیداوار اور انسانی خصوصیات کے لحاظ سے پورے ترکستانی علاقہ میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا مشرقی بازو وادی فرغانہ ہے جو ملک کے مشرقی جزء میں دریائے سیحون کے اردگرد واقع ہے، یہ ایک کیلومیٹر طویل و ایک کیلومیٹر عریض زرخیز وادی ہے جو تین طرف سے پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے اس کی وجہ سے یہ خطہ شاداب و زرخیز ہے اور یہ سطح سمندر سے ۹ سو فٹ بلند ہے، اس کے مشہور مقامات میں فرغانہ، مرغینان، نمنکان اور اندجان، خجند و خوقند ہیں، یہاں کے لوگوں نے روسی سامراج کا مقابلہ کیا ہے اور اپنے مذہب کی حفاظت کی کوشش کی ہے، اس وقت بھی وہاں مذہبی رجحان زیادہ ہے، دینی مدارس و مکاتب بھی ہیں اور علماء بھی۔

یہی وادی فرغانہ تیمور و بابر کا وطن تھا، تیمور اسی وادی کے شہر اندجان میں پیدا ہوا تھا، بابر بادشاہ نے یہیں سے ہندوستان کا رخ کیا تھا، اور

www.abulhasanalinadwi.org

اپنی نسل سے برصغیر ہند و پاک میں حکمرانوں کا ایک سلسلہ چھوڑا جن کی غدر ۱۸۵۷ء تک اسی ملک میں حکمرانی رہی، یہ خاندان قائدانہ صلاحیتوں اور مزاج کا حامل رہا ہے اور اس نے برصغیر میں طویل المدت حکومت کی اس نے یہاں کی اکثریت سے مذہبی رواداری کے ساتھ معاملہ رکھا اور پورے ملک پر گہرے ثقافتی وتمدنی اثرات چھوڑے۔ ان اثرات سے ازبکستان کی ثقافت وتمدن کے ساتھ مختلف شکلوں میں برصغیر کی مسلم ثقافت کی ایک حد تک یگانگت ہے تعمیری فن میں بھی اسکا اثر ملتا ہے، تاج محل کا نمونہ سامنے ہے۔ اس کے بڑے معمار ترکستان ہی سے آئے تھے۔

وادی فرغانہ کے شمال مغرب میں شاش نام کا خطہ ہے جس کا نام بعد میں تاشقند پڑا، اور اسکو روسیوں نے اپنی سیاسی مصلحت سے بہت ترقی دی اور اپنا مرکز بنایا چنانچہ وہاں روسیوں کی آبادی بھی خاصی ہوگئی ہے اور وہ اسوقت پورے ترکستان کا سب سے بڑا اہم مرکزی شہر ہے اور موجودہ ازبکستان کا صدر مقام بھی ہے، اسلامی تاریخ میں بھی اپنی ایک اہمیت رکھتا ہے۔

ازبکستان کے اس حصہ ملک کے شمالی جانب واقع علاقہ میں بھی متعدد اہمیت والے مقامات ہیں جیسے کاسان فاراب وغیرہ جہاں کے علماء کے علمی کارناموں سے تاحال فائدہ اٹھایا جاتا ہے یہ مقامات موجودہ سیاسی تقسیم میں قزاقستان میں داخل ہیں، وادی فرغانہ کے جنوبی جانب ازبکستان کے ہی علاقہ میں صغانیاں نامی خطہ ہے اسکی بھی اہمیت ہے، اس خطہ

www.abulhasanalinadwi.org

کے جنوبی حصہ میں مشہور شہر ترمذ ہے جو دریائے جیحون کے کنارے واقع ہے اور حدیث کے امام ترمذی کا وطن ہے اور اس کے جنوب مشرق میں افغانی علاقہ میں بلخ اور کچھ فاصلہ پر غزنی واقع ہے۔ ازبکستان کا وسطی علاقہ جو سمرقند و بخارا کا اصل علاقہ ہے قدیم میں "سغد" کہلاتا تھا اس میں زرفشاں نامی ایک دریا ہے جو سمرقند سے بخارا گیا ہے۔ یہ علاقہ سغد کی آبیاری کرتا ہے

## سیحون و جیحون

ازبکستان نامی ترکستان کے علاقہ میں یوں تو کئی چھوٹے بڑے دریا ہیں لیکن اسکے یہ دو دریا بڑے اور نمایاں اہمیت کے حامل ہیں، ان میں سے ایک دریا سیحون ہے جو ازبکستان کی مشرقی سرحد سے داخل ہو کر شمالی سرحد کی طرف چلا جاتا ہے اور قازقستان سے ہوتا ہوا مغربی جانب واقع بحیرۂ اورال کے شمالی حصہ میں گر جاتا ہے، دوسرا دریا جیحون ہے جو ازبکستان کی جنوبی سرحد کے ساتھ ساتھ مشرق سے آتا ہے مغرب کی طرف بہتا ہے یہ دریا ازبکستان کی جنوبی اور مغربی سرحد بناتا ہے اسی کی نسبت سے ازبکستان اور اس سے متصل خطے ماوراء النہر یعنی دریا پار کے نام سے موسوم رہے ہیں اس کے جنوب میں ترکمانستان اور ایران کے شمال مشرقی اور افغانستان کے شمال مغربی حصے ہیں یہ قدیم عہد میں خراسان کا حصہ سمجھے جاتے تھے۔

# پیداوار اور زرخیزی

سیحون اور جیحون دونوں دریاؤں سے ازبکستان کے شمالی و جنوبی حصوں کے وسیع خطے کو آبیاری ملتی ہے اسکے اثر سے ملک میں خاص طور پر وسطی ازبکستان میں غلہ جات اور پھلوں کی بڑی پیداوار ہے یہاں غلہ جات کے علاوہ اس خطہ میں روئی کی بھی کاشت ہوتی ہے، جو اسکے لئے اور اسکے قرب و جوار کے علاقوں کی ضرورت کیلئے کافی ہوتی ہے سنہ ۱۹۸۱ء کے اعداد و شمار کے مطابق غلہ ۱۲ لاکھ ٹن پھل تقریباً ۷ لاکھ ٹن، روئی ۳ لاکھ ٹن، گوشت سوا چار لاکھ ٹن ترکاری ۳ لاکھ ٹن ہوئی ہے۔

# صحرائی علاقے

زرفشان کے مغربی جانب بحیرۂ اورال نامی وہ جھیل ہے جسکے مغربی حصہ سے دریائے جیحون آتا ہے اور اسکے شمال کی طرف سے سیحون آتا ہے اس جھیل کے جنوب سے ملا ہوا علاقہ خوارزم کا مشہور شہر خیوہ ہے جو یہاں کا مرکز رہا ہے، اسکا دوسرا شہر زمخشر ہے یہ علاقہ خوارزم شاہ کی مشہور سلطنت کا مرکز رہ چکا ہے، اور ال جھیل کے ارد گرد ایک بڑے حصہ میں ور ازبکستان کے جنوب مغربی علاقہ سے شمال مغربی علاقہ تک بنجر اور نیم صحرائی زمین پھیلی ہوئی ہے، وہاں پانی اور بارش کی کمی ہے لیکن اسکی خشکی اور پانی کی کمی کو یہاں کے دریا اور ان سے نکالی گئی نہریں پورا کرتی ہیں بعض علاقوں میں موسمی برف کا پگھلا ہوا پانی بھی استعمال ہوتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

## ازبکستان کے جنوب کے پڑوسی علاقے

ازبکستان کے مشرقی اور وسطی خطوں اور جنوبی سرحدوں سے ملے ہوئے دوسرے ترکستانی علاقے بھی قدیم تاریخی مقامات رکھنے والے خطے رہے ہیں جن میں مشہور اہل علم و دین پیدا ہوئے، دریائے جیحون کے جنوب میں واقع ان خطوں میں خراسان کے حصے کہے جاتے تھے، ان میں سے قریب کے مقامات میں بلخ اور بدخشاں جو موجودہ افغانستان کے شمالی حصہ میں واقع ہیں مرو و سرخس موجودہ ترکمانستان میں ہیں اور نیشاپور ایران میں واقع ہے۔

ماوراء النہر اور اسکے جنوب کے ان علاقوں میں علم و دین کا بہت فروغ ہوا، اور وہ فروغ عرصہ تک جاری رہا، حتیٰ کہ کمیونسٹ حکومت نے اسکو پوری طرح مٹا دینے کی کوشش کی اور ظاہری طور پر بڑی کامیابی بھی حاصل کرلی، مذہب دب گیا تھا لیکن اب ثابت ہوا کہ وہ ختم نہیں ہو سکا ہے۔

## قومی خصوصیات

ازبکستان میں اور اس کے چہار طرف واقع ترکستانی ملکوں میں ایک ہی طرح کی نسلیں اور زبانیں ہیں۔ اور سب مذہب اسلام کے ماننے والے ہیں اور سب تاتاری ترکی الاصل ہیں، یہ ایک ہی اصل یعنی تورانی بنیاد رکھنے والی زبانیں استعمال کرنے والے ہیں، البتہ ایرانیوں سے قرب کی وجہ سے فارسی

www.abulhasanalinadwi.org

زبان کے اثرات پائے جاتے ہیں، روس کی ۷۵ سالہ عملداری اور استعماری سیاست نے یہاں کی آبادی میں روسیوں اور دیگر بیرونی غیر مسلم ملکوں کا قلم لگایا ہے جس کی وجہ سے ۹۹ فیصد مسلم آبادی کہیں پر ۸۰ فیصد کہیں ۷۰ فیصد کہیں ۶۰ فیصد ہوگئی ہے، زبان و ثقافت پر بھی کچھ نہ کچھ اثر پڑا ہے،

روسی ترکستان کے مشرق میں چینی ترکستان ہے ترکستان کے اس چینی حصہ سے ازبکستان کی مشرقی سرحد قریب ہے ترکستان کا پورا علاقہ وسط ایشیاء اور مقامی آبادی کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے، یہ علاقے ایک صدی سے زیادہ مدت سے روس کے دباؤ میں اور ۷۵ سال سے کمیونسٹ روس کے باقاعدہ جابرانہ اقتدار میں رہے ہیں، ان کو روسی ترکستان اس بنیاد پر کہا گیا ہے کہ ترکستانی علاقوں کا مشرقی جزء چین کے قبضہ میں ہے، جو چینی ترکستان اور سنکیانگ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

## امام بخاریؒ کی یادگار منصوبہ کانفرنس

۱۹۹۵ء میں آکسفورڈ کے اسلامی سینٹر نے اپنے منصوبوں میں ایک منصوبہ یہ طے کیا کہ امام بخاریؒ کی آخری آرام گاہ واقع سمرقند میں ایک بڑی درسگاہ اور مسجد کی تعمیر کی جائے، اس میں شرکت کی دعوت ملنے پر وہاں جانے کی صورت پیدا ہوئی، اور متعدد لوگوں کیلئے وہاں جانے کا موقع نکلا، ان جانیوالوں میں میں بھی تھا اس پروگرام میں ایک سیمینار رکھا اور

www.abulhasanalinadwi.org

اسی میں تعمیری منصوبہ کا تفصیلی نقشہ طے ہونا تھا جسکو اسلامی سینٹر نے حکومت ازبکستان کے اتفاق وتعاون سے تشکیل دیا تھا، اس پروگرام کے سلسلہ میں ترکستان کے اس مرکزی اور اہم علاقہ میں کئی روز رہنا ہوا، لوگوں سے ملاقاتیں ہوئیں آثار قدیمہ بھی دیکھنا ہوا، اور حالات بھی جاننے کا موقع ملا۔

سمینار میں شرکت کے لئے ہندوستان کے مندوبین کی کئی گروپ میں روانگی ہوئی ہمارے گروپ میں جس میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کے علاوہ جمعیۃ العلماء ہند کے صدر مولانا سید اسعد مدنی بھی تھے۔

دہلی سے تاشقند کی پرواز صرف تین گھنٹے کی تھی اور جہاز ازبکستان ایرلائن کا تھا اچھا اور نیا معلوم ہوتا تھا، سروس بھی ٹھیک تھی، حالانکہ وہاں کے معاشی حالات کے پیش نظر یہ خیال تھا کہ اسکے جہاز اچھی حالت میں نہ ہونگے سفر کے دوران فلم دکھانے کے رواج کے مطابق فلم دکھائی گئی، جس پر نظر پڑنے پر اس بات سے بہت افسوس ہوا کہ اگر فلم دکھانا ضروری تھا تو ایک مسلمان اور مشرقی ملک کا جہاز ہونے کے تعلق سے ممکن حد تک محتاط اور مفید ہونے کے بجائے زیادہ خراب اور گندے مناظر کی فلم تھی جو سفر کے دوران ستھرا احساس رکھنے والوں کے لئے صبر آزما بات تھی۔

جہاز اپنی پرواز میں پاکستان پھر شمالی افغانستان کی فضاؤں سے گزرا یہ عموماً وہ علاقہ ہے جو پامیر نام کے پہاڑوں سے موسوم کیا جاتا ہے یہاں سے مشرقی جانب ہمالیہ کا سلسلہ جاتا ہے اور مغربی جانب اور شمالی جانب دوسرے پہاڑوں کا سلسلہ جاتا ہے اس کی وجہ سے اس جگہ کو آس پاس کے پہاڑوں

www.abulhasanalinadwi.org

کا مرکز کہا جاتا ہے۔ یہ پورا علاقہ دور تک پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ نیچے نظر ڈالنے پر پہاڑوں کی لہریں دور تک پھیلی ہوئی نظر آرہی تھیں تین گھنٹے کی پرواز کے بعد جہاز تاشقند کے ہوائی اڈہ پر اترا۔

تاشقند کا ہوائی اڈہ سادہ اور ایرانی طرز کی عمارت کا نظر آیا اور اس میں زیادہ چہل پہل نظر نہیں آئی۔ غالباً بیرونی پروازیں کم ہوتی ہوں گی۔

وہاں استقبال کے لئے لوگ موجود تھے انھوں نے تاشقند کے سب سے بڑے ہوٹل ازبکستان ہوٹل میں ٹھہرایا یہاں غالباً صرف بیرونی مہمان اور مسافر ہی ٹھہرتے ہیں۔ تقریباً ۳۔۴ گھنٹے کے بعد سمرقند کے ایک چھوٹے جہاز سے جو اندرون ملک پروازوں کے لئے ہے سمرقند روانہ کیا جہاں مغرب کے بعد پہونچنا ہوا وہاں قیام گورنمنٹ گیسٹ ہاؤس میں رکھا گیا۔ کانفرنس اس کے دوسرے روز سے شروع ہو رہی تھی۔

امام بخاریؒ کی علمی یادگار کیلئے انکی آخری قیام گاہ خرتنگ کو جو سمرقند کے مضافات میں ہے منصوبہ کیلئے طے کیا گیا، اس منصوبہ میں اُن کے مدرسہ و مسجد کو شایان شان طریقہ سے دوبارہ تعمیر کیا جانا ہے اسکی تقریب افتتاح کے موقع سے امام بخاری کی زندگی اور کارناموں پر ایک سیمینار مورخہ ۲۳؍ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو سمرقند کی ایک کانفرنس بلڈنگ میں منعقد کیا گیا۔

## جلسہ افتتاحی

افتتاحی اجلاس میں اسلامک کانفرنس آرگنائزیشن کے جنرل سکریٹری

www.abulhasanalinadwi.org

حامد الغامد، سعودی عرب کی مجلس شوریٰ کے نائب صدر ڈاکٹر عبد اللہ عمر نصیف، ازبکستان کے نائب وزیر اعظم، برونائی کے وزیر تعلیم عبد العزیز، اور آکسفورڈ سینٹر کے صدر مولانا سید ابو الحسن علی الحسنی ندوی، اور ڈائرکٹر فرحان نظامی نے جلسہ کو خطاب کیا، ان کے علاوہ اہم شرکاء میں مملکتِ قطر کے ادارۂ احیاء السنہ کے صدر ڈاکٹر شیخ یوسف القرضاوی، رابطہ عالم اسلامی کے نائب سکریٹری جنرل شیخ امین عقیل عطاس، شام کے مشہور عالم دین عبد الفتاح ابو غدہ بھی اسٹیج پر تھے، ازبکستان کے صدر اسلام کریموف صاحب کو بھی شرکت کرنا تھا لیکن انھوں نے اپنا پیغام بھیجا جو افتتاحی اجلاس میں پڑھا گیا اور تمام مقررین نے امام بخاری کے اُس منصوبہ کو سراہا جس کو آکسفورڈ کے اسلامی سینٹر نے تجویز کیا تھا اور اسکی تعمیر کے لئے ازبکستان کی حکومت اور برونائی کے سلطان نے تعاون دیا ہے، یہ منصوبہ امام بخاری کے تعلق سے ایک اعلیٰ سطح کی درسگاہ ایک بڑی مسجد اور علم حدیث وعلوم دینیہ کیلئے ایک تحقیقاتی ادارہ کیلئے شایان شان عمارت پر مشتمل ہے، اس منصوبہ کے لئے دنیا کے کئی مشہور اور بڑے ماہرین تعمیرات سے نقشے طلب کئے گئے تھے، ان نقشوں پر غور کرنے اور فیصلہ دینے کے لئے ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس کانفرنس کے موقع پر اس کمیٹی کو موصول ہوئے نقشوں میں سے ایک نقشہ کو انتخاب کرنا تھا، چنانچہ کمیٹی نے غور کر کے اُس ڈیزائن کو منظور کیا جو جرمنی کے ماہر تعمیرات ڈاکٹر بودرامش نے پیش کیا تھا منصوبہ میں درسگاہ، مسجد اور تحقیقی ادارہ کے علاوہ طلباء اور اساتذہ واہلِ علم کے لئے رہائشں گاہوں کی بھی تعمیر کا ڈیزائن پیش کیا گیا، امید کی جاتی ہے

www.abulhasanalinadwi.org

کہ یہ منصوبہ جو سہ طرفہ تعاون سے شروع کیا جارہا ہے ایک عظیم ادارہ اور عالیشان عمارت کے ساتھ ظہور پذیر ہوگا، جن ماہرِ تعمیرات نے اس موقع کیلئے نقشے پیش کئے تھے اُن میں مصر، ترکی، مشرقی اردن، مراکش، جرمنی، برطانیہ کے ایک ایک اور ازبکستان کے دو انجینئر تھے۔

جلسہ کے افتتاح اور منصوبہ کے انتخابِ نقشہ کے ساتھ دیگر نقشہ ساز انجینئروں کو اُن نقشوں کی حیثیت کے مطابق انعامات تقسیم کئے گئے جو ازبکستان کے نائب وزیر اعظم نے تقسیم کئے، اس کے بعد جلسہ ایک اچھے سمینار میں تبدیل ہوگیا، سمینار میں دنیا کے مختلف اطراف سے آئے ہوئے اسکالروں نے اپنے اپنے مقالے پیش کئے، اور یہ سلسلہ چار نشستوں میں پورا ہوا، جو دوسرے روز ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۳ء تک جاری رہا۔

سمینار کے اہم شرکاء میں مذکورۃ الصدر شرکاء کے علاوہ ہندوستان سے پروفیسر خلیق احمد نظامی سابق وائس چانسلر علی گڈھ مسلم یونیورسٹی، مولانا سید اسعد مدنی صدر جمعیۃ العلماء (ہند) مولانا محمد سالم مہتمم دارالعلوم دیوبند وقف مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا محمد اکرم ندوی، مولانا اسلام قاسمی، مولانا سفیان قاسمی، محمد عثمان صاحب انجینئر، مولانا سعید احمد پالنپوری، مولانا محمد ناصر ندوی مولانا سلمان حسینی ندوی اور یہ راقم حروف اور پاکستان سے مولانا سلیم اللہ خان صاحب (شیخ الحدیث) اور مولانا عبدالرزاق صاحب (شیخ الحدیث) جامعہ فاروقیہ نیوٹاؤن کراچی، جامعہ فاروقیہ کے مولانا محمد عادل اور امارت عربیہ سے عجاج خطیب، کویت سے ڈاکٹر طحان اور ملیشیا سے احمد فہمی زمزم ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

جنوبی افریقہ سے شیخ علی آدم ندوی اور دیگر چند اصحابِ علم اور اہم اسکالروں نے مختلف علاقوں کے نمائندوں کی حیثیت سے حصہ لیا، اُن میں ایک درجن سے زیادہ خود ازبکستان کے اہلِ علم واساتذہ تھے، سب شرکاء ملاکر نوّے کی تعداد ہوگئی تھی، اُن سب حضرات کے مقالوں میں امام بخاریؒ کی زندگی، کارناموں اور اُن کی کتاب کی خصوصیات پر روشنی ڈالی گئی اور کانفرنس ایک بھرپور علمی پروگرام کے ساتھ ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی ندوی کی دعا پر ختم ہوئی۔

## مولانا سیّد ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کا خطاب

افتتاحی واختتامی نشستوں میں ازبکستان کے اول نائب وزیر اعظم اور چند دیگر متعدد اعلیٰ ذمہ دارانِ حکومت اور اہم مدعوئین نے شرکت کی انھوں نے افتتاحی واختتامی دونوں نشستوں میں کانفرنس کی اہمیت پر روشنی ڈالی اس میں خاص طور پر مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی ندوی نے جو کہ آکسفورڈ اسلامی سنٹر کے صدر بھی ہیں، کانفرنس کے افتتاحی جلسہ میں اپنی تقریر کے دوران اِس عظیم منصوبہ کی نوعیت ومقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا یہ منصوبہ امام بخاری جیسی عظیم المرتبت مذہبی شخصیت کے تعلق سے قائم کیا جارہا ہے اس لئے اس کی روح اور مزاج بھی اُنہی کے مطابق ہونا چاہیے، امام بخاریؒ نے اپنی مقبول ومشہور کتاب کو جو انھوں نے "الجامع الصحیح" کے نام سے مرتب کیا ہے اس حدیث سے شروع کیا ہے کہ خلیفۂ ثانی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

www.abulhasanalinadwi.org

نے رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کیا کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے ہر شخص کو اسی کا صلہ ملے گا جس کی نیت سے عمل کیا، اگر کسی نے ترکِ وطن اللہ کی رضا کے حصول کے لئے کیا ہے تو اسکا ترکِ وطن اُسی میں شمار ہوگا اور اگر کسی نے دنیاوی غرض یا کسی خاتون سے رشتہ قائم کرنے کی غرض سے کیا تو یہ ترکِ وطن اُسی کا قرار پائے گا، اس حدیث کے بموجب ہمارا یہ منصوبہ بھی امام بخاریؒ کے کام اور مقام کے مطابق ہونا چاہیئے، اور اسی طرح امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کو جس حدیث پر ختم کیا ہے اُس میں اللہ تعالیٰ سے بندگی کا تعلق اور اس کے ذکر و ثنا کی اہمیت بتائی گئی ہے ہمارے منصوبہ کی روح بھی اُسی کے مطابق ہونی چاہیئے، دنیا میں یادگار کے طور پر تعمیرات قائم کرنے میں جو مقاصد اور نیت ہوتی ہے اور جو دکھاوا اور تفاخر ہوتا ہے اُس سے ہمارے اس منصوبہ کو پاک رہنا چاہیئے۔

مولانا کی یہ تقریر تاثر اور قدر سے سنی گئی، اور چونکہ وہ اس منصوبہ کو چلانے والے ادارہ یعنی آکسفورڈ سینٹر سے انکا بھی تعلق ہے اسلئے ان کی یہ تقریر اہمیت اور مقصد کا تعین کرنے والی قرار پائی۔

## جائے یادگار اور منصوبہ

کانفرنس کے اختتام پر مدعوئین کے لئے منصوبہ کی جگہ دیکھنے کا نظم کیا گیا یہ جگہ جلسہ گاہ واقع شہر سمرقند سے تقریباً تیس ۳۰ کیلو میٹر کے فاصلہ پر ایک قصبہ میں ہے جس کا نام "خرتنگ" ہے۔ امام بخاریؒ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں یہیں آکر

مقیم ہو گئے تھے اور وہیں وہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے تھے، وہاں حکومتِ ازبکستان نے ایک وسیع رقبۂ زمین اس منصوبہ کے لئے مہیّا کی ہے۔ یہ قصبہ بخارا شہر سے تقریباً پونے تین سو کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، امام بخاری اپنے اصل وطن بخارا سے رخصت ہو کر سمرقند آرہے تھے اس قصبہ میں پہنچ کر اپنے اعزا، کے پاس چند روز مقیم ہوئے اور اسی دوران اُن کا آخری وقت آگیا یہ جگہ بخارا و سمرقند کی شاہراہ پر ہی واقع ہے اور یہ ایک سادہ اور صاف ستھرا قصبہ ہے، اسی میں بعد از وفات امام بخاریؒ کی آرام گاہ بنی اِس سے متصل ایک چھوٹی سادہ مسجد ہے اور اُس میں ایک مکتب بھی ہے، مدعوئین جب قصبہ میں پہنچے تو اہل قصبہ نے تعلق و مسرّت سے استقبال کیا اور اپنا یئت سے پیش آئے اور مہمانوں کو دیکھ کر مسجد میں جمع ہو گئے اِس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدّظلہٗ فضیلۃ الشیخ عبدالفتاح ابوغدہ ڈاکٹر شیخ عجاج الخطیب اور ازبکستان کے امورِ دینیہ ادارہ کے صدر شیخ مختار عمر نے خطاب کیا، شیخ مختار کے علاوہ دیگر خطاب کرنے والوں کے خطابات کا ازبک زبان میں ترجمہ بھی ہوا۔

## امام بخاری کی شخصیّت

یہ ایک سادہ اور پُر وقار موقع تھا۔ امام بخاریؒ کی عظیم شخصیت رہتی دنیا تک مذہبِ اسلام کے اُس بنیادی سرچشمۂ علم یعنی حدیث شریف کے انکے اعلیٰ مجموعہ کے ساتھ لوگوں کے ذہن میں رہے گی، امام بخاری نے یہ مجموعہ حدیث جس

www.abulhasanalinadwi.org

عرق ریزی اور امانت داری و محنت سے تیار کیا تھا۔ اس کو اہل علم کا سارا طبقہ تسلیم کرتا ہے، امام بخاریؒ جو ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم جعفی بخاری کے نام سے معروف ہیں، اپنی دس سال کی عمر ہی سے علمی اشتغال اور ذہانت و حافظہ میں نمایاں ہونا شروع ہو گئے تھے، انھوں نے اُس وقت کی اسلامی علمی دنیا میں سفر کر کر کے صحیح حدیثیں سننا اور حافظہ میں محفوظ کرنا شروع کر دیا تھا، انھوں نے حافظہ کی طاقت کا ایسا ثبوت دیا جو اپنی مثال آپ تھا، انھوں نے جلد ہی بہت وسیع ذخیرۂ حدیث اپنے حافظہ میں اکٹھا کر لیا، اِس ذخیرہ سے چُن چُن کر انتہائی درجہ کی احتیاط کے ساتھ کتاب تیار کی جو قرآن کریم کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب مانی جاتی ہے اور دنیا کی تمام اعلیٰ تعلیم کی درسگاہوں میں پڑھائی جاتی ہے

امام بخاریؒ شہر بخارا میں پیدا ہوئے اور وہ انکی علمی زندگی کا مُستقر رہا، تدفین سمرقند کے ایک مضافاتی قصبہ خرتنگ میں ہوئی، سمرقند و بخارا دونوں اس علاقہ کے بڑے شہر رہے ہیں۔

## بخارا و سمرقند کا علاقہ

**سمرقند** ۔ بخارا و سمرقند جس حصۂ ملک میں واقع ہیں اسکو اسلامی تاریخ میں سغد (صغد) سے موسوم کرتے ہیں اس میں ایک دریا زرفشاں کے نام سے بہتا ہے۔ یہ علاقہ اپنے بخارا و سمرقند شہروں کی بنا پر اسلامی تاریخ کے شروع ہی سے اہمیت کا مقام رکھتا رہا ہے سمرقند تیمور لنگ کا پایۂ تخت رہا ہے اور وہیں انکی قبر ہے، اُن کے علاوہ حضرتِ عباس بن عبد المطلب کے صاحب زادے حضرت

قثم بن عباس کی جو حضور مقبول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے آرامگاہ بھی اسی سمر قند میں ہے، اس مقبرہ کو اُن کی نسبت سے شاہزادہ کہتے ہیں۔

حضرت قثم جہاد کی غرض سے مسلمانوں کے ساتھ یہاں آئے تھے، اور جہاد کرتے ہوئے یہیں اپنی زندگی پوری کی سمر قند میں سلسلۂ نقشبندیہ کے بہت بڑے بڑے بزرگ خواجہ عبید اللہ احرار کی بھی آرام گاہ ہے اور اسی کے ساتھ قبر سے ہٹ کر ایک اچھا دینی مدرسہ اور مسجد بھی ہے۔

سمر قند میں تیموری خاندان کے عظیم حاکم سلطان الغ بیگ (جو تیمور لنگ کے پوتے تھے اور علم فلکیات کے ماہر اور علوم پر حاوی تھے) کی عظیم الشان وسیع اور متعدد عمارتوں پر مشتمل درسگاہ ہے جو اپنے نادر و شاندار نقش و نگار کے ساتھ اب بھی ایک پر وقار و حسین جامعہ معلوم ہوتی ہے۔ اب غیر آباد ہے یہ عظیم درسگاہ ریگستان نامی علاقہ میں واقع ہے اس کے ساتھ اس جیسی دو عظیم درسگاہیں وہیں اور بھی ہیں، اول الذکر کو سلطان الغ بیگ نے ساتویں صدی کے اوائل میں بنوایا، دوسری درسگاہ ۱۶۱۵ء میں بنی، یہ شہر دار کے نام سے موسوم ہوئی، اور تیسری درسگاہ بھی ۱۶۵۰ء میں ملا علی قاری کے نام سے بنی، اس پوری جگہ کو غالباً بنجر میدان ہونے کی بنا پر ریگستان کے لفظ سے موسوم کرتے ہیں، ان مدرسوں کے ساتھ شاندار مسجد اور علماء کی قیام گاہیں ہیں، یہ سب عمارتیں اب خالی ہیں اور سیاحوں کی دلچسپی کے لئے محفوظ ہیں۔

**بخارا** ۔ شہر بخارا سمر قند سے بجانب جنوب مغرب تین سو کیلومیٹر پر واقع ہے وہ امام بخاری کی جائے پیدائش و وطن ہونے کے ساتھ کئی دیگر خصوصیات

www.abulhasanalinadwi.org

کا حامل شہر ہے، وہاں علاقہ ترکستان کی تاحال قائم درس گاہ "مدرسہ میر عرب" ہے جو اپنی عمارتوں کے لحاظ سے تاحال شان وشوکت کا نمونہ ہے، یہ مدرسہ اُسی مسجد کے قریب بنایا گیا ہے جس میں امام بخاری حدیث شریف کا درس دیتے رہے تھے، مسجد اُن کے وقت میں چھوٹی تھی بعد میں مدرسہ کے ساتھ بڑی بنائی گئی، وہ اتنی بڑی مسجد بنی کہ وہ بڑائی کے وصف سے موسوم ہوئی اور مسجد کلاں کہلائی۔ اُس کی بڑائی کا اندازہ اِس سے کیا جاسکتا ہے کہ اُس میں ۹۵ ہزار نمازیوں کی جگہ رکھی گئی ہے وہ ایک پرشکوہ اور عظیم مسجد ہے، روس کی مذہب دشمنی کے نتیجہ میں غیر آباد ہوئی اب پھر اس میں نماز ہونے لگی ہے لیکن اُس کے دالانوں میں سے ایک کے چھوٹے حصہ میں نمازی سما جاتے ہیں، مسجد کے شمالی مغربی سمت مدرسہ اور مسجد کے درمیان مسجد کا بلند مینار ہے جو اپنی بلندی کے وصف سے موسوم ہے اور مینارۂ کلاں کہلاتا ہے، اُس کی بلندی ۴۸ میٹر ہے، اس کے اندر زینہ ہے جس میں ۱۰۸ اسیڑھیاں ہیں۔ ازبکستان میں قدیم مسجدوں کے مینار مسجد کے قریب علیحدہ بنائے جاتے رہے ہیں۔ چنانچہ یہی بات دوسری قدیم اور عظیم مساجد میں نظر آئی، ترکستان کے ان مدرسوں، مسجدوں اور میناروں کی ظاہری سطح نہایت خوبصورت اور پائدار نقش ونگار سے آراستہ ہے، معلوم ہوتا ہے کہ خوشنما پھول کھلے ہوئے ہیں۔

مدرسہ "میر عرب" اور اسکے متصل مسجد اور مینار ایک ہی حاکم امیر عبداللہ شیبستانی کے بنوائے ہوئے ہیں، یہ حاکم تعمیرات کے شائق تھے، گویا اپنے زمانہ کے شاہجہاں تھے، مدرسہ "میر عرب" کی عمارت میں ۴۰ کمرے ہیں اور عمارت

www.abulhasanalinadwi.org

چار منزلہ ہے، کمرے نسبتاً چھوٹے ہیں، بتایا جاتا ہے کہ یہ طلبار کے رہنے کیلئے بنائے گئے تھے، کمروں کی دیواریں بہت چوڑی ہیں، غالباً موسم کی شدت سے حفاظت کے خیال سے چوڑی بنائی گئی ہوں گی، کسی زمانہ میں مدرسہ "میر عرب" بڑا شاندار اور بھرپور رہا ہوگا، لیکن اب ایک چھوٹے دینی مدرسہ سے زیادہ نہیں ہے، اس کے دیوار و در اور عظیم مینار و مسجد اپنے نقش و نگار کے باعث عظمت کی نشانی معلوم ہوتے ہیں، اس میں عربی دینیات کی تعلیم ہوتی ہے، طلبار اقامتی کمروں میں رہتے ہیں، مدرسہ وسط شہر میں ہے، شہر سے دس کلومیٹر ہٹ کر نقشبندی سلسلہ کے بانی وجلیل القدر بزرگ خواجہ بہار الدین نقشبند کی جگہ ہے، وہ اب مدرسہ و خانقاہ کی ایک شاندار عمارت جس میں ۴۰ کمرے ہیں، اور مسجد و دیگر ضروریات کے لحاظ سے مختلف حصوں پر مشتمل ہے، اس جگہ کو قصر العارفین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے،

اس علاقہ کی پرانی یادگار عمارتوں پر نہایت خوبصورت ڈیزائن کے رنگین نقش و نگار دیکھے جو صدیاں گزرنے پر بھی قائم ہیں، اور بعض اب بھی جدید معلوم ہوتے ہیں، یہ عمارتی نقش و نگار ترکستانی تعمیری فن کا خاص حصہ ہیں وہاں کی تعمیر میں لکڑی کا استعمال خاصا ہے، مسجدوں میں جو پرانے طریقہ سے تعمیر شدہ ہیں عموماً ستون لکڑی کے اور ڈیزائن کے ساتھ تراشے ہوئے دیکھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

# بخارا کا شاندار ماضی

شہر بخارا نے دوسری تیسری صدی ہی سے اسلامی علوم کے تعلیم و تعلّم میں ترقی شروع کر دی تھی، اور بعد کی صدیوں میں تو اُس نے علم و تمدن دونوں کے لحاظ سے اِس پورے علاقہ میں ممتاز اور مرکزی مقام حاصل کر لیا تھا اور پورے عالم اسلام کے گنے چنے چند ممتاز ترین مقامات میں شمار ہونے لگا تھا، خاص بخارا میں ڈھائی سو مدرسے اور ساڑھے تین سو سے زائد مسجدیں تھیں، دوسرے اہل علم یہاں کسب فیض کرنے آتے اور یہاں کے لوگ عالمِ اسلام کے دوسرے علمی مراکز میں جاتے، علم کے حصول کے لئے سفروں کا بڑا رواج تھا، طالبانِ علم کاملین کے پاس اُنہیں کے شہروں میں جاتے اور کسبِ فیض کرتے تھے اس میں بخارا کو ایک مرکزی مقام حاصل تھا تمدنی لحاظ سے بھی بخارا کی ترقیات و عظمتوں کی بڑی تفصیل ملتی ہے اور علمی و دینی لحاظ سے تو وہ پورے ماوراء النہر کا مرکز بن گیا تھا، یہ سلسلہ صدیوں چلتا رہا اور کسی نہ کسی حد تک موجودہ صدی کے شروع تک قائم رہا بخارا شہر کے آثارِ باقیہ میں مدرسہ ”میر عرب“ و مسجدِ کلاں، و مینارِ کلاں کے علاوہ قلعے اور بعض دیگر یادگاریں بھی ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

## تاشقند و فرغانہ

سمرقند سے چار سو کیلو میٹر شمال مشرق میں تاشقند شاش کے نام سے ایک مشہور شہر ہے، یہ بھی اہل علم کا مرکز رہا ہے۔ لیکن روسی استعمار نے اسکو سیاسی اہمیت کے لحاظ سے اہمیت دی اور پورے علاقہ کا صدر مقام بنادیا اب یہ پورے ازبکستان کا صدر مقام ہے، اور بڑی آبادی اور تمدن کا شہر ہے، اس میں حکومت کے اصل دفاتر اور عمارتیں اور روسی تمدن کے نشانات ہیں روسی آبادی یہاں دوگنی ہوگئی ہے روسی آبادی کی کثرت کا تناسب اس شہر میں سب سے زیادہ ہے جو تقریباً ۵۰ فیصدی ہے۔ اسکے علاقہ میں بھی کئی قدیم یادگاریں ہیں اہم ادارے ہیں جن میں پورے شرق اوسط کا ادارۂ دینیہ معہد الامام بخاری اور اہم مرکزی کتبخانہ ہے اس کے علاوہ متعدد علماء کے مزارات خاص طور پر مشہور امام تصوف شیخ عبید اللہ احرار اور امام فقہ امام شاشی کا مرقد اور دیگر عمارتیں ہیں۔ تاشقند کے جنوب مشرق میں واقع علاقۂ دریائے سیحون کی وادی میں دو رویہ شاداب کنارے ہیں، جو وادی فرغانہ کہلاتا ہے، یہ ازبکستان کے مشرق کنارے اور اس کے سروں میں واقع قرغیزیا کے علاقہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اس میں مشہور مقامات، علماء اور علم کے مراکز کی علم دوستی کے لحاظ سے وادی فرغانہ کے لوگ اپنے اسلامی مزاج و عمل پر نسبتاً زیادہ قائم ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

## دیگر قریبی علاقے

ترکستان کے علاقوں میں ازبکستان اپنی تاریخی وطبعی خصوصیات کی بنا پر ایک قابل ذکر اہمیت کا مالک بنا، یہاں ازبک نسل کے لوگ زیادہ تھے اسی لیے ازبکستان کہلایا، یہ ترکستان کا اور مرکزی حیثیت کا علاقہ ہے، مغربی رخ پر بحیرۂ اسود اور اس کے جنوب میں آذربائیجان شیشان، داغستان، قوقاز (کوہ قاف) کے علاقے واقع ہیں، اور خود روسی صوبہ میں متعدد مسلم علاقے کئی جگہ واقع ہیں پورے ترکستانی علاقے کو روسیوں نے دس صوبوں میں تقسیم کر دیا تھا ان میں چھ قدرے بڑے اور قدرے آزاد ہیں اور چھ چھوٹے چھوٹے اور علاقائی آزادی کے حامل ہیں بڑے صوبے وسط ایشائی ملک کہلاتے ہیں، ان کی آبادیاں، ازبکستان اور قازقستان کو چھوڑ کر نصف نصف کروڑ اور بعض کی پندرہ پندرہ بیس لاکھ ہیں جبکہ ازبکستان دو کروڑ اور قازقستان ڈیڑھ کروڑ ہیں، ان سب میں ۷۰۔۸۰ فیصد آبادی ترکستانی مسلمانوں کی ہے، بقیہ آبادی روسی عیسائی اور یہودی نسلوں پر مشتمل ہے یہ بعد میں آکر یہاں بسے یا بسائے گئے۔

ترکستانی علاقہ کے اصل باشندے عہد اول ہی میں اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے تھے پھر شروع کی صدیوں میں ان لوگوں میں علم و دین کے بڑے بڑے آفتاب و مہتاب پیدا ہوئے۔

## خراسان و خوارزم

وسط ایشیا کا یہ تمام علاقہ اپنی وسعت کے لحاظ سے مشرق میں

www.abulhasanalinadwi.org

چینی ترکستان "سنکیانگ" کے شرق تک اور مغرب میں ترکی کی سرحد تک پھیلا ہوا ہے، تاتاری نسلوں کے اس علاقہ کے شمال مشرق میں منگولیا کا علاقہ پڑتا ہے جہاں منگولی نسل آباد ہے مغل کا لفظ اسی سے بنا ہے، مغل اگرچہ لفظ کے اعتبار سے منگولی تھے لیکن اصلاً وہ اُن کے صرف رشتہ دار تھے، منگولیوں کا پڑوس ہونے کے باعث تاتاریوں سے بہت خلا ملا رہا تھا جس کے نتیجہ میں آپس میں اختلاط واتصال ہوا، اس کے اثرات ان کی بعض نسلوں پر پڑے۔

ترکی کو چھوڑ کر ترکستان کے خطے صرف سابق روسی اتحاد کی چھ ریاستوں پر ہی مشتمل نہیں بلکہ ان کا مشرقی حصہ جس کو چینی اصطلاح میں سنکیانگ کہتے ہیں ایک مدت سے چینی قبضہ میں ہے، اس کے مشہور شہروں میں کاشغر یارقند اور ختن ہیں، وہاں کی زبان بھی تاتاری خاندان کی ہے، زبان و ثقافت و مذہب کے اعتبار سے یہ ترکستانی روسی ترکستانیوں ہی کی طرح ہیں، ان ترکستانی خطوں کے مغرب و شمال میں روسی ملک کے اندر کے بعض خطے بھی تاتاری نسلوں کی اکثریت کے ہیں، ان میں آزادی کی جدوجہد چلتی رہی ہے، اور اب بھی چل رہی ہے، وہ قوقاز کے علاقہ میں داغستان شیشان (چیچنیا) وغیرہ ہیں اور خاص روسی علاقہ میں تاتارستان اور انجیا ناموں سے موسوم ہیں، روسی حکومت نے ان کو کسی حد تک اندرونی خودمختاری بھی دی ہے لیکن وہ بہت محدود قسم کی ہے، ان کے علاوہ ایک جزیرہ بحرِ اسود کے اندر ترکی کے قریب کریمیا نامی ہے جس کو روس نے اپنی طاقت

www.abulhasanalinadwi.org

اور کروفر کے زمانہ میں قبضہ کر کے اس کے اصل باشندوں سے خالی کرالیا تھا اور اپنی نسل کے لوگوں کو بسا دیا تھا، اس کے اصل باشندوں کو روس کے مختلف علاقوں میں بکھیر دیا تھا، وہ اب اپنے وطن کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہیں اور اپنے وطن لوٹنا چاہتے ہیں اور مسئلہ حل طلب چل رہا ہے ، شیشان کے علاقہ کے باشندوں کو بھی روسی حکومت نے جلاوطن کر کے اپنے آدمی وہاں بسا دیئے تھے پھر وہاں کے لوگوں کو واپسی کی اجازت دی اور وہ بڑی تعداد میں واپس آئے انہی میں ان کے مجاہد آزادی داؤد دوف تھے جو شہید ہوگئے لیکن ان کے ساتھی برابر آزادی کیلئے لڑ رہے ہیں اس صدی کے آغاز میں بھی وہاں کے لوگوں نے بڑا مقابلہ کیا تھا انکے زبردست مجاہد قائد شیخ شامل گزرے ہیں جنکی بہادری اور حوصلہ مندی کی بڑی داستان ہے۔

یہ سب خطے ترکستانی سرزمین کے اجزاء ہیں جن کا مرکزی اور اہم خطہ ازبکستان ہے جو اسلامی تاریخ کے عظیم علمی و دینی فرزندوں کے مقامات پر مشتمل ہے اور قدیم اصطلاح میں ماوراء النہر کے نام سے موسوم رہا۔

## ماوراء النہر اور اسکے متصل علاقے کے مشہور اہل علم و بزرگ اسلاف

ماوراء النہر کے مختلف خطوں ہیں اسکے اولین اور وسطی اسلامی عصر میں بے شمار صلحاء، علماء، اور مصنفین پیدا ہوئے، جگہ جگہ درسگاہیں اور مدرسے قائم ہوئے، جن میں اہل علم دور دور کے مقامات سے آکر فیضیاب ہونے تھے اور بعض مقامات تو عالمی مرکز بن گئے تھے، مولانا جامیؒ نے شاید یہی محسوس

www.abulhasanalinadwi.org

کرتے ہوئے کہا ہے

سکہ کہ در یثرب و بطحاء زدند

نوبت آخر بخارا زدند

ترکستان کے علماء و صلحاء کا علمی و دینی فیض سارے عالم اسلام کو پہنچا حدیث شریف میں امام بخاری اور امام ترمذی، امام نسائی جیسے اولین ائمہ حدیث پیدا ہوئے، فقہ اور اصول میں اس علاقہ کو امتیاز حاصل ہوا۔ فقہ کی عظیم کتاب "المبسوط" کے مصنف امام سرخسی اور ایک دوسرے بڑے مصنف فخر الدین بن منصور صاحب فتاوی قاضی خان، پھر مشہور امام و فقیہ امام مرغینانی صاحب ہدایہ، ان کے علاوہ علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء اور امام ابو بکر محمد بن اسمٰعیل بن قفال الشاشی اور ملا علی قاری جیسے عظیم مصنف اسی علاقے کے تھے، اسی طرح امام ابو بکر کاسانی صاحب "بدائع الصنائع" امام ابو البرکات عبداللہ نسفی صاحب تفسیر مدارک التنزیل، علامہ عبدالرحمٰن تیمی دارمی سمرقندی صاحب "مسند دارمی" اسی علاقے کے تھے یہ وہ حضرات ہیں جنکی حدیث و فقہ کی کتابیں سارے مدارس دینیہ کے نصاب میں داخل ہیں، مشہور امام طب و فلسفہ ابن سینا صاحب کتاب "الشفا فی الطب" مشہور فلسفی ابو نصر فارابی اور علم کلام کے امام ابو منصور ماتریدی، جغرافیہ و فلکیات کے ماہر احمد بن محمد الفرغانی، دیگر علماء میں ابو محمود الخجندی، شمس الدین السمرقندی، احمد بن عمر السمرقندی، سلطان الغ بیگ جو سلطان تیمور کے پوتے اور حاکم ہونے کے ساتھ ساتھ ریاضی و فلکیات کے ماہر تھے انھوں نے ایک بلند رصد گاہ تعمیر کرائی تھی اور مدرسے قائم کئے تھے یہیں کے تھے، جغرافیہ

www.abulhasanalinadwi.org

وفلکیات کے ساتھ ساتھ مختلف علوم کے ماہر و مصنف ابوریحان البیرونی
اور مشہور ماہر ریاضی محمد بن موسیٰ الخوارزمی اور سائنسی علوم کا انسائیکلوپیڈیا
مفتاح العلوم کے مصنف ابو عبداللہ محمد بن احمد الخوارزمی اور تفسیر وادب و نحو
کے ماہر علامہ زمخشری اور عظیم ادیب ابوبکر الخوارزمی، بلاغت وادب کے مشہور
مصنّف علامہ یوسف سکاکی اور علامہ سعدالدین تفتازانی صاحب مختصر المعانی
انہی علاقوں کے تھے، تصوف وتزکیہ کے عظیم ترین شیوخ خواجہ بہاء الدین
نقشبند بانی طریقۂ نقشبندیہ اور خواجہ عبیداللہ احرار، حضرت نجم الدین کبریٰ جنکے
سلاسل تصوف سے پورا برصغیر مستفید ہو رہا ہے، انہی علاقوں کے تھے،
اسی علاقہ سے متصل جنوبی خطہ میں جو قدیم تقسیم میں خراسان میں داخل تھا ۔
اسمٰعیل بن حماد جوہری جو کہ لغت عربی کی بنیادی کتاب الصحاح کے مصنّف
ہیں اور بلند پایہ محدث وامام مذہب فقہ امام احمد بن حنبل اور عظیم عالم حدیث
وبزرگ حضرت عبداللہ بن مبارک حضرت فضیل بن عیاض، مشہور عالم فقہ اسحاق بن
راہویہ جو کہ مرو کے تھے جو ازبکستان سے متصل جنوب میں ترکمانستانی حصے میں
واقع ہے، یہ وہ حضرات ہیں جن کی کتابیں اسلامی علوم وفنون کی امہات الکتب
ہیں ۔ اور اسلامی مدارس وجامعات کے نصاب میں اب تک داخل ہیں
اور علوم اسلامیہ کی دنیا میں سکۂ رائج الوقت بنی ہوئی ہیں ہمارے برصغیر کے مدارس
اسلامیہ اور علماء کو علمی سرمایہ اور خاص طور پر علوم فقہ میں بڑی مدد ہمارے
علاقہ کے مصنفین سے ملی ۔

www.abulhasanalinadwi.org

## علاقہ کا تمدنی و سیاسی زوال

اس علاقہ نے اپنی خصوصیات کو صدیوں برقرار رکھا، لیکن جب عالم اسلام کے زوال کے ساتھ ساتھ یورپ کو تمدن و سیاست میں تفوق حاصل ہوا، تو اِن علاقوں پر مسلمان حکومتوں کی آپس کی لڑائی اور مخالفت کے نتیجہ میں زار روس کی سامراجی حکومت نے یلغار کی اور ان پر قبضہ کر کے انکو بہت سے حقوق سے محروم کر دیا، جس کے مقابلہ کے لئے تحریکیں چلیں اور قربانیاں دی گئیں، مدت دراز کی جدوجہد کے بعد قدرے آزادیاں حاصل ہوئیں، پھر خود روس میں انقلاب آیا، اور کمیونسٹ اقتدار قائم ہوا اس نے ترکستان کے علاقوں کے آزاد رہنے کا حق تسلیم کیا اور اقتصادی و سیاسی بہتری کے خواب دکھائے اور اُن سے دوستی و اتحاد کا تعلق قائم کرنا چاہا، اور وعدے کئے، لیکن موقع پاکر عہد شکنی کی اور اپنی سخت گرفت میں لے لیا، اقتصادیات و سیاسیات میں اپنا نظام چلایا، مذہب کے خلاف سخت رویہ اختیار کیا، بلکہ مذہب پر عمل کرنے سے سختی کے ساتھ منع کر دیا۔

## روسی تسلط اور مذہب دشمنی

مذہب سے کسی طرح کا تعلق رکھنا سخت قابل سزا جرم قرار دیا، اکثر مذہبی مقامات کو ختم کر دیا گیا، چنانچہ بے شمار مسجدوں کو منہدم کر دیا گیا اور ان میں سے ایک تعداد کو دوسرے مقاصد و ضرورتوں کے لئے استعمال میں دیدیا گیا

www.abulhasanalinadwi.org

اذانیں موقوف کردی گئیں اور مذہبی تعلق سے یکسر روک دیا گیا، مذہبی جگہوں پر جانا یا مذہبی تعلیم دینا یا مذہبی وعظ و نصیحت کرنا حتیٰ کہ مذہب کی بنیادی رسوم ادا کرنا مثلاً نکاحِ شرعی، عقیقہ، نمازِ جنازہ، سب منع کر دیا گیا، اور قابلِ سزا جرم قرار دے دیا گیا، خلاف ورزی کرنے والوں کی ایک تعداد قتل کر دی گئی، ایک تعداد جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے کر دی گئی، نتیجتاً حالات بہت بدل گئے، اِس طرح اس پورے علاقے سے مذہبی زندگی کے آثار مٹ گئے، سوائے چند مسجدوں کے اور ایک آدھ مدرسے کے جن کو بیرونی دنیا کو دکھانے اور اپنی ظالمانہ روش کو چھپانے کے لئے باقی رکھا گیا، اور چند علماء کو بحیثیت علماء جھوٹے اظہار کے لئے علماء کی شکل میں باقی رکھا گیا۔

مذہب کو مٹانے کے لئے بار بار سرکلر جاری کئے جاتے تھے، مزید یہ کہ الحاد کے فروغ کے لئے ایک انجمن تشکیل دی گئی تھی، جو مختلف مقامات کا جائزہ لیتی اور حسبِ ضرورت پروپیگنڈہ اور دیگر تدابیر کے ذریعہ مذہب سے تعلق کے ہر نشان کو مٹانے کی تدبیر کرتی، اس سب کے نتیجہ میں یہ علاقہ جو مدّت سے مذہبی علوم کا مرکز اور مذہب سے تعلق کا مظہر تھا اور مذہب کا گہوارہ بن گیا تھا، اس ظالمانہ وقاہرانہ روش کا شکار ہوا، زارِ روس کے استبداد پھر کمیونسٹ روس کی ظالمانہ وسفاکانہ روش سے جو اس علاقہ کا ثقافتی و مذہبی نقصان ہوا اور سیاسی سطح پر بھی ان ترکستانی مسلمانوں کو ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں جو جانی نقصان ہوا برداشت کرنا پڑا اسکی داستان

www.abulhasanalinadwi.org

بڑی دلخراش ہے۔ ایک پاکستانی دانشور ڈاکٹر اعجاز گیلانی نے رمضان (جولائی اگست) سنہ ۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء میں روس کا سفر کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں سیاست کے استاد ہیں اور وہ علم السیاست کی بین الاقوامی (INTERNATIONAL POLITICAL SCIENCE ASSOCIATION) کی کانفرنس میں شرکت کرنے کیلئے روس گئے تھے ان کے سفر کی روئداد سب سے پہلے لندن کے پندرہ روزہ جریدہ امپیکٹ (IMPACT) میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد اسکا ترجمہ اور تلخیص اکتوبر سنہ ۱۹۸۰ء کے روزنامہ "جسارت" کراچی میں اور انگریزی متن ادارہ "معارف اسلامی" کراچی کے انگریزی ماہنامہ یونیورسل (UNIVERSAL MESSAGE) دسمبر سنہ ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا۔

اعجاز گیلانی صاحب لکھتے ہیں کہ

"ہم لوگ سمرقند میں ریگستان چوک پہنچے جو ایک مدرسہ کی تین پرشکوہ عمارتوں کی وجہ سے مشہور ہے ایک وسیع میدان کے اطراف ان تین منزلہ عمارتوں پر طلبہ کے اقامت خانے اور درسگاہیں جو صدیوں آباد رہیں مگر آج یہ عجائب گھروں کے طور پر استعمال ہوتی ہیں، مدرسہ کے عقب میں ایک خوبصورت مسجد ہے جس کی عمارت مدرسہ کی نسبت مختصر ہے۔ اس مسجد میں آجکل نماز نہیں ہوتی، اسوقت اس کی مرمت اور سنہری رنگ سے تزئین کا کام جاری ہے، یہ نہیں بتایا گیا کہ مرمت

www.abulhasanalinadwi.org

کے بعد یہ مسجد غیر ملکی سیاحوں کی اہم سیر گاہ ہوگی اور حسب سابق اسکو عجائب گھر کے طور پر بھی استعمال کیا جائے گا۔ مجھے یہاں کے مسلمانوں کی ان پرشکوہ یادگاروں کو دیکھ کر فخر محسوس ہوا لیکن کتنی عجیب بات تھی کہ میں ایک ایسی مسجد اور مدرسہ میں گھوم رہا تھا جو اب نہ مسجد ہے نہ مدرسہ۔ بس ایک عجائب گھر ہے سیاحوں کی تفریح کیلئے۔

اگلی صبح ہم نے اپنے رہنماؤں کی سرکردگی میں سمرقند کے تاریخی مقامات کی سیر کی۔ ہمیں الغ بیگ کی فلکیاتی رصدگاہ دکھائی گئی، پھر ہم مساجد اور مقبروں کے اس کمپلیکس کو دیکھنے گئے جو شاہ زنداں کے نام سے موسوم ہے، ان مقبروں کا طرز تعمیر خاص طور پر آرٹس وکندہ کاری اور خوش نویسی قابل دید ہے۔ اسکے بعد بی بی خانم کی مسجد میں پہنچے۔ یہ اس علاقہ کی بلند ترین اور سب سے خوبصورت مسجد ہے۔ بدقسمتی سے ۱۹۶۷ء کے زلزلہ میں یہ تباہ ہوگئی تھی۔ آجکل اسکی بحالی کا کام وسیع پیمانہ پر جاری ہے تاہم ہمیں بتایا گیا کہ جب عمارت بحال ہو جائیگی تو مسجد بی بی خانم کو بھی عجائب گھر بنا دیا جائے گا۔ مجھے اب اتنی مسجدیں دیکھ کر وحشت ہونے لگی تھی۔ کیونکہ ان میں سے کوئی بھی بطور مسجد استعمال نہیں ہو رہی تھی۔ آخر میں اپنے گائڈ سے پوچھا کہ آیا سمرقند میں کوئی ایسی مسجد بھی ہے۔ جہاں لوگ

www.abulhasanalinadwi.org

نماز پڑھتے ہوں، اس نے کہا، ہاں دو مسجدیں ابھی ایسی باقی ہیں جہاں نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ میں نے پوچھا کیا ہمارے پروگرام میں ان مسجدوں کا دورہ بھی شامل ہے؟ جواب نفی میں ملا۔ مگر میرے اصرار پر وہ بالآخر راضی ہوگیا۔ کہ شام کے پروگرام میں ان میں سے ایک مسجد شامل کر لی جائے گی۔ یہ آباد مسجد شہر کے بیرونی حصہ میں ایک خستہ حال محلہ میں واقع تھی، اس کی دیکھ بھال کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اسی شام میں امام بخاری کے مقبرے کی زیارت کا بندوبست کیا۔ جو سمرقند سے تقریباً ۲۵ کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، اس مقبرے کا ماحول بہت خوش گوار ہے۔ چاروں طرف ایک نفیس باغ ہے۔ اندر بھی صفائی کا معقول انتظام تھا، امام کی تربت سے ملحق ایک چھوٹی سی مسجد ہے جہاں میں نے دو رکعت نفل ادا کی مقبرے کے رکھوالے بڑی خوشدلی سے پیش آئے۔"

بخارا کی سیر کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے لکھا

"بازار کی طرف جاتے ہوئے جس علاقہ سے ہمارا گزر ہوا وہاں بیشتر مکانات خستہ حالت میں تھے۔ دیواریں پلاسٹر کے بغیر چوکھٹوں میں دروازے نامکمل، گلیاں کچی اور جگہ جگہ گندے پانی کی نالیاں بھی ٹوٹی ہوئی تھیں۔ افلاس کے اس ماحول سے گزر کر ہم بازار میں داخل ہوئے۔ تو اندازہ ہوا کہ بخارا کو

www.abulhasanalinadwi.org

مسجدوں اور مدرسوں کا شہر کیونکہ کہا جاتا ہے۔ بازار کے چاروں طرف کئی مسجدوں اور مدرسوں کی عمارتیں کھڑی تھیں خود بازار کو گنبدوں اور محرابوں کی افراط نے اسے مسجد سے مشابہ کر دیا تھا۔

بعد ازاں شام کے وقت ہم دوبارہ اپنے گائڈ کی معیت میں اسی بازار میں آئے۔ اس نے کئی اہم مقامات کی نشاندہی کی۔ ان ہی میں ایک مدرسہ بھی تھا جو وسط ایشیاء کے ان چند مدرسوں میں سے ہے جہاں درس و تدریس کا انتظام ہے۔ چونکہ تعطیلات کا زمانہ تھا۔ اسلئے کسی طالب علم سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اس ایک مدرسہ کو چھوڑ کر اس علاقہ کے تمام مدرسوں اور مسجدوں میں عجائب گھر قائم ہیں۔ ہمیں ان کی بھی سیر کرائی گئی ایک مسجد میں بچوں کا کتبخانہ ہے۔ ایک میں مصوری کی نمائش ہو رہی تھی اور ایک مسجد میں شراب خانہ بھی کھلا ہوا تھا۔ اس رات ہمیں ایک ثقافتی شو دکھانے کیلئے لے جایا گیا۔ یہاں صحن مسجد میں روایتی ازبکی طرز کے صوفے بچھے ہوئے تھے۔ امام کی محراب کو رقاصوں کے طائفے کیلئے اسٹیج کے طور پر سجایا گیا تھا۔ لیکن ابھی مزید صدمات سے دوچار ہونا تھا۔ ہم صحن میں داخل ہوئے تو پتہ چلا کہ اس کے بائیں جانب ایک چھوٹے حجرے میں مستقل بار بنا ہوا ہے جہاں شراب فروخت ہو رہی

www.abulhasanalinadwi.org

تھی۔ اس وقت بھی اس شراب خانہ میں گاہکوں کی تواضع کی
جارہی تھی۔ اسکے بعد رقص کا مظاہرہ شروع ہوا۔ ہم سوچ رہے
تھے کہ مسجد اور مدرسے کا یہ استعمال اسی ملک میں ہوسکتا تھا۔"

(روزنامہ جسارت ۷ اکتوبر ۱۹۸۰ء)

ترکستان وماوراء النہر میں عرب مسلمانوں کا داخلہ واثر آٹھویں صدی عیسوی کے آغاز سے ہوگیا تھا یعنی دوسری صدی ہجری کے آغاز سے وہاں مسلمان داعیوں اور مجاہدوں کی آمد شروع ہوئی تھی جس کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت قثم بن عباس کا مدفن سمرقند کے شاہی مقبرہ میں ہی ہے وہ جہاد کے لئے گئے تھے وہاں شہید ہوئے ترکستان کے لوگ مشرک اور کافر تھے ان میں کچھ قبائل وحشی اور سخت کوش اور سفاک بھی تھے یہ عام طور پر تاتاری اور ان کے پڑوسی منگولی تھے۔ ان لوگوں نے اولاً اسلامی آمد کو روکا لیکن تاتاری جلد مسلمان ہوگئے اور بتدریج سب کے سب بحیثیت نسل وقوم کے اسلام میں داخل ہوئے۔ انہی میں ترک بھی تھے، ان سب کے مسلمان ہوجانے سے علم کا فروغ بھی ان قوموں میں ہوا اور علوم دینیہ کی خدمت میں بھی بہت پیش رفت ہوئی علوم کی خدمت اور سیاسی وثقافتی فروغ وعظمت کا زمانہ پانچ صدیوں میں پھیلا ہوا ہے جو آٹھویں صدی کے آغاز سے تیرہویں صدی کے آغاز تک کا ہے۔ علوم وفنون میں ترقی اور مدارس کی کثرت اہلِ علم کی پذیرائی ترکستانی علاقوں میں جگہ جگہ ہوتی رہی وادی فرغانہ تاشقند، سمرقند بخارا، خوارزم بڑے مرکز رہے ان کے ساتھ ساتھ جنوبی ومغربی پڑوس کے

www.abulhasanalinadwi.org

علاقہ میں مرو اور نیساپور اور مشرقی حصہ میں کاشغر اور ختن خاص قابل ذکر مقامات رہے ہے، تیرہویں صدی کے آغاز سے جبکہ تاتاری نامی منگولیوں نے عالم اسلام کو زیروزبر کیا اور بغداد کو تباہ کیا مسلمانوں کا سیاسی وعلمی فروغ رک گیا لیکن کچھ عرصہ بعد ہی یہ حملہ آور وقابض حکمراں مسلمان ہوگئے اور مسلمانوں کی علمی وسیاسی کامرانیاں پھر شروع ہوئیں لیکن جلد ہی روسی سامراج سے ان کو واسطہ پڑا جس کا انھوں نے بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا لیکن مسلمانوں کی حکومت چھوٹے چھوٹے حصوں میں بٹ چکی تھی، آپس میں رنجشیں تھیں جن سے نقصان ہوا۔ خوقند، (وادی فرغانہ) شاش (تاشقند) بخارا وسمرقند اور خوارزم (خیوہ) میں علیحدہ علیحدہ حکومتیں تھیں ان سے علیحدہ علیحدہ جنگ کرکے روسیوں نے اس پورے علاقہ کو اپنا باجگزار اور تابع بنالیا۔

اسلام سے پہلے ترکستانی باشندوں کو اپنے مشرق کی طرف سے چینی حملہ آوروں سے مقابلہ رہتا تھا اور جنوب میں ایرانیوں سے مقابلہ رہتا تھا اور وہ مقابلہ کرتے تھے اسلامی دور میں ان کے حاکم مسلمان ہوتے رہے۔ پہلے عربوں کا دور رہا پھر سامانیوں کا پھر سلجوقیوں کا پھر خوارزم شاہی کا، پھر منگولی کافروں کا پھر منگولی مسلمانوں (تیموریوں) کا اور ترکستانیوں کا ۱۵۶۶ء سے روسی حملے شروع ہوئے اور ۱۸۷۰ء میں روسی پوری طرح حاوی ہوگئے جسکی ظلم وبربریت کی ایک داستان ہے ۱۹۱۷ء میں کمیونسٹ انقلاب آیا اس نے ترکستانیوں کو نیم آزادی دی پھر وہ ۱۹۲۰ء میں چھین لی اور تمام علاقہ کو باقاعدہ اپنے قبضہ میں لے لیا پھر ترکستانیوں میں نسلی تفریق پیدا کرنے کیلئے خاندانی بنیاد پر پورے ترکستان کو چھ ملکوں میں تقسیم کرکے

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی علیحدہ علیحدہ حکومتیں بنا دیں، ان کو کاغذ پر آزاد قرار دیا لیکن میونسپلٹی سے زیادہ اختیارات نہیں دیئے۔ مذہب کو پوری طرح مٹانے کی کوشش کی اس علاقہ کے شاندار ماضی کو ذہنوں سے بھلانے کی ساری تدابیر اختیار کیں ۵۷ سال کی اس سفاکانہ مدّت میں یہاں کے مسلمانوں کی تقریباً تین نسلیں گذریں، اُن میں دوسری یا تیسری نسل اپنے شاندار علمی ورثہ اور عظیم ماضی سے بالکل ناواقف تیّار ہوئی، اس کو صرف یہ کہ وہ مسلمان خاندان سے ہے تقریباً اور کچھ معلوم نہیں ہوسکا عربی زبان ممنوع کر دی گئی، اور مقامی قومی زبان کا رسم الخط بدلا جا چکا تھا اسلیئے ماضی سے نئی نسل کا معلوماتی تعلق بھی قائم نہیں ہوسکتا تھا

روس سے نکلے ہوئے ایک عالم دین نے روسی مسلمانوں کی مظلومیت کی تاریخ حسب ذیل طریقہ پر ایک عالمی سمینار میں اپنی تقریر کے دوران بتائی

سوویت روس کے علاقوں میں مسلمان سنہ ۹۰ء کے اندازے کے مطابق ۵ ½ کروڑ ہیں۔ یہ سنہ ۲۰۰۰ء تک ۷ کروڑ ہو جانے کی امید ہے یہ علاقے رقبہ کے اعتبار سے ۵۴ لاکھ کیلومیٹر کے ہیں جو پورے مشرق عربی کے برابر ہے۔ ان میں ۴۲ نسلیں آباد ہیں جو تین گروپ میں تقسیم ہوسکتی ہیں، ترکی، ایرانی، قوقازی۔ یہ سیاسی سطح پر ۶ جمہوریتوں میں ہیں یہ انکی کل آبادیوں کے لحاظ سے حسب ذیل فیصد ہیں آذربائیجان کی کل آبادی ۶۰ لاکھ جس میں مسلم آبادی ۸۲ فیصد۔ قزاقستان میں ڈیڑھ کروڑ جس میں

www.abulhasanalinadwi.org

مسلم آبادی ۵۰ فیصد ہے، ازبکستان کی کل آبادی ڈیڑھ کروڑ اور مسلم آبادی ۷۸ فیصد ہے، قرقیزیا کی کل آبادی ۵۰ لاکھ اور مسلم آبادی ۷۰ فیصد ہے، تاجکستان کی کل آبادی ۵۰ لاکھ اور مسلم آبادی ۸۵ فیصد ہے۔ ترکمانستان کی کل آبادی ۳۰ لاکھ ہے اور مسلم آبادی ۸۲ فیصد ہے

ان مذکورہ پانچ جمہوریتوں کے علاوہ ذیلی انتظامی اکائیاں درج ذیل طریقہ سے ہیں۔

تاتارستان۔ داغستان، بشکریا، کیاردیا، انغوشیا شیشان،

| انتظامیہ | کل آبادی | مسلم تناسب |
| --- | --- | --- |
| تاتارستان | ۳۵ لاکھ | ۴۷ فیصد |
| بشکریا | ۴۰ " | ۵۰ " |
| داغستان | ۱۶ " | ۸۵ " |
| شیشان | ۷½ " | ۸۰ " |
| انگوشیا | ۲ " | |

سولہویں صدی سے قبل یہ سب علاقے مسلمان حاکموں کے تحت آزاد تھے۔

سولہویں صدی نصف میں روسی شہنشاہی نے حملہ کرکے قبضہ کیا اور اسلام کو ختم کرنے کی کوشش کی ستر ہویں صدی

www.abulhasanalinadwi.org

میں مسلمان زعماء نے سخت مقابلہ کیا، اور مسلسل مقابلہ کا یہ دیرپا سلسلہ ایک صدی سے زیادہ قائم رہا مختلف علاقوں کی آبادی کا خاصا حصہ ملک بدر کیا گیا، اور قتل بھی کیا گیا، ظلم و سفاکی، قتل و ملک بدری کے ہولناک واقعات پیش آئے، جس کے سامنے قرون وسطیٰ کے واقعات ماند پڑ گئے، مگر اصحاب ایمان قائم رہے۔

تنہا شیشان الغوش دو صوبوں میں ۲۵ معرکے مسلح اور مضبوط طرز پر مسلمانوں نے کیے، جو صوفیہ و علماء کی سرکردگی میں ہوئے، ان میں تین چوتھائی آبادی کام آگئی علاقہ کے قصبات و شہر مٹا دیئے گئے، کھیت و باغات جلا دیئے گئے بیسویں صدی کے آغاز میں روس میں کمیونسٹ انقلاب ہوا، کمیونسٹ حکومت نے پہلے تو ان مسلم ریاستوں کو آزاد قرار دیا پھر قبضہ کر لیا

کمیونسٹ قبضہ کے بعد بھی کم ظلم نہیں ہوا بلکہ زیادہ ہوا، مسجدیں غلہ گوداموں میں، جانوروں کے باڑوں میں تبدیل کر دی گئیں، مدرسے اور شرعی عدالتیں ختم کر دی گئیں، دین پر عمل روک دیا گیا، قرآن مجید کا رکھنا قابل سزا جرم ہو گیا، جس پر پھانسی یا ۷ سال سائبیریا کی جلاوطنی تھی اگر پھانسی نہ دی گئی۔ یہی علاقے ایسے ہیں جہاں کی آبادی اپنے وطن سے نکالدی گئی

www.abulhasanalinadwi.org

بہت سے لوگوں کو سائبیریا بھیج دیا گیا، وہ وہاں مر گئے اور ختم ہوگئے، یہ سب فوجی طاقت کے ذریعہ کیا گیا، ایک گھنٹہ کی مہلت اور صرف ۵۰ کلو وزن تک کا سامان لینے کی اجازت دی گئی اور جس نے احتجاج کیا، گولی کھائی، باقی کو ریلوں میں سامان کی طرح ٹھونس کر دوسرے علاقوں میں پہونچا دیا گیا، یہ روسی ماتحت علاقوں میں کئی جگہ کیا گیا، جس میں شیشان بھی ہے۔ خود شیشاں کے مجاہد داؤد دف کے ساتھ یہی ہوا تھا، اب چند سال قبل وہ جب اپنے رفقاء کے ساتھ اپنے ملک واپس آئے تو انھوں نے بغاوت اور جہاد کیا جس کی خبریں سب نے پڑھیں۔

مسلمان علاقوں سے آبادی کا ایک حصہ دوسرے دور دراز علاقوں میں ملک بدر کیا گیا، اور ان کی جگہوں پر روسی اور دوسری نسلوں کے غیر مسلم وہاں بسائے گئے تاکہ آبادی کی خصوصیت ختم ہو جائے یا کم ہو جائے، شہروں اور علاقوں کے نام بدل دیئے گئے اور مسلمانوں کو خاندانی اور نسلی بنیاد پر تقسیم کیا گیا اور بے عزتی کی گئی اور جس نے احتجاج کیا، موت کی سزا دی گئی،

یہ سلسلہ برابر قائم رہا، جب خبریں دنیا میں بہت پھیلیں اور باہر سے تنقید اور احتجاج ہوئے تو کئی علاقوں سے ملک بدر

www.abulhasanalinadwi.org

کی گئی آبادی کو اپنے وطن لوٹنے کی اجازتیں ملیں، یہ وہ علاقے تھے جسکے کچھ حصے کاٹ کر دوسرے علاقوں میں شامل کئے جا چکے تھے، جیسے شیشان اور انگوش۔

دوسو سال کے ظلم و بربریت، ہلاکت اور ملک بدری اور مذہب مٹانے کی حرکتوں نے ان علاقوں کے مسلمانوں کے ذہنوں کو طرح طرح کے باطل افکار سے بھر دیا اور اسلام سے ناواقف بنا دیا کہ یہاں کی آبادی کو اپنے کو مسلمان جاننے کے علاوہ اور باتیں عموماً نہیں معلوم اسکے پاس کتابیں علماء اور مدارس بھی نہیں رہے۔"

## رُوسی زوال اور علاقہ کی آزادی

لیکن اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم اور مجاہد بندے ایسے بھی تھے جنہوں نے رات کی تاریکیوں میں اور پہاڑوں کے غاروں میں چھپ کر ٹمٹماتے چراغوں کی روشنی میں دین سے واقف کرانے کی جدوجہد جاری رکھی۔ کچھ پکڑے جاتے اور شہید ہوتے اور کچھ کام کرتے جاتے، چنانچہ اب جب کمیونسٹ استبداد کا پنجہ ڈھیلا ہوا تو اندازہ ہوا کہ مذہب کو ختم نہیں کیا جا سکا اور اسلام سے اس قوم کا تعلق بھی توڑا نہ جا سکا، اگرچہ آزادی بہت کم مل سکی ہے لیکن بہت تیزی سے مسجدیں تعمیر ہونا شروع ہو گئی ہیں اور ابتدائی مکاتب بھی تیزی سے قائم ہونا شروع ہو گئے ہیں، اور کوشش کرنے والے اپنی اسلامی حالت پر واپس

www.abulhasanalinadwi.org

ہونے کی کوشش میں لگے ہیں حالانکہ حکومت کے نظریات میں ابھی فرق نہیں آیا ہے بلکہ وہ کمیونزم کے ہی حلقہ بگوش ہے لیکن ملک کی اقتصادی بدحالی نے اُن کو طرزِ عمل میں ڈھیل دینے پر مجبور کردیا ہے۔ ملک کو باہر کے لوگوں کی آمد اور تعاون کے لئے کھولا گیا ہے، اِن اسباب کی بنا پر امام بخاری منصوبہ کے لئے اور تعاون کرنے والوں کے اطمینان کے لئے پالیسی میں فرق کیا گیا ہے امام بخاری کانفرنس کو غالباً انہی وجوہ کے سبب یہاں منعقد کئے جانے کا موقع ملا، اور اس میں حکومت کے اعلیٰ نمائندوں نے رواداری اور فراخدلی وسعتِ خیال کا مظاہرہ کیا اور کانفرنس میں مذہبی ذہن کے لوگ اور اسلام کے نمائندے شریک ہوئے، اور سرگرم حصہ لے سکے، دینی معاملہ میں رواداری برتی گئی اور اسلام سے تعلق اور وفاداری کو روکنے کا کوئی مظاہرہ نہیں ہوا۔

## تہذیبی حالات

امام بخاری کانفرنس کے متعدد شرکاء کو جن میں مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی اور اُن کے رُفقاء تھے، سمرقند سے بخارا بذریعہ روڈ سفر کرنے کا موقع ملا، قصبات و دیہات سے گذر ہوا، راستہ میں ایک قصبہ میں اُتر کر چائے خانے اور بازار میں آزادانہ چل پھر کر دیکھنے اور ملنے کی سہولت رہی اور اس طرح اس علاقہ کی عوامی زندگی کو دیکھنے کا موقع ملنے اور دیکھنے سے یہ محسوس ہوا کہ یہاں کے باشندے محنتی، سادہ مزاج اور متوسط حالات یا اس سے کم کی زندگی گذارنے والے ہیں، ۷۵ سال کے سخت گیر کمیونسٹ اقتدار نے اُن

www.abulhasanalinadwi.org

میں خوش حالی کا معیار بننے نہیں دیا، بے تکلف اور آزادانہ گفتگو میں قدرے احتیاط اور قدرے کم آمیزی دیکھی ۔

## طرزِ لباس

اُن کا لباس اور ان کی ثقافت ہندو پاک کے مسلمانوں کے لباس و ثقافت سے کسی حد تک ملتا جلتا نظر آیا ، پرانی وضع کے لوگوں میں ہندوستانی مسلمانوں کے کرتے، پاجامے اور شیروانی سے قریب قسم کا لباس دیکھا، عورتوں کا کرتا، پائجامہ ہندو پاک کی مسلمان عورتوں کے کرتے شلوار سے قریب معلوم ہوا، اور یہ تعجب کی بات نہیں کیونکہ ہندوستان میں صدیوں حکومت کرنے والا مغل خاندان اسی علاقہ سے تعلق رکھتا تھا، اور ہندو پاک کے مسلمانوں کی تہذیب و تمدن اُن سے خاصا ماخوذ ہے البتہ ترکستان کا یہ لباس وہاں کے اسلامی طریقہ کو پسند کرنے والوں کا ہے ورنہ اکثر و بیشتر یورپین لباس ہی استعمال ہوتا ہے ۔

## ترکستانی زبان اور اُس پر روسی زبان کا اثر

ازبکستان کی زبان تاتاری زبانوں ہی کے خاندان سے ہے ترکستان کے مختلف علاقوں کی زبانیں بھی اسی خاندان سے ہیں جو علاقوں کے لحاظ سے مختلف شاخوں میں بٹ گئی ہیں، مدّت گزرنے پر اُن کے درمیان فرق بڑھ گیا ہے پھر پڑوس کی زبانوں کے اثرات بھی پڑے ۔ ایران کے قریب کے علاقوں

www.abulhasanalinadwi.org

پر فارسی کا اثر پڑا بلکہ ترکستان کے بعض خطوں میں فارسی ہی استعمال ہونے لگی ہے۔ ازبکستان کی زبان ازبکی ہے۔ لیکن اس پر عربی و فارسی اور ترکی کے اثرات ہیں۔ فارسی بولنے والے کو بھی تھوڑی کوشش سے بات سمجھ لینے والے مل جاتے ہیں۔ ملک کی مقامی زبان عوامی حلقوں میں مستعمل ہے لیکن دفتری و علمی سطح پر روسی زبان کا چلن ہے، سوویت اقتدار کے دور میں روسی نسل کے بہت سے افراد یہاں بسا دیئے گئے یا بکثرت دفتری عہدوں پر ہونے کی وجہ سے یہاں بس گئے۔ وہ اصل آبادی پر تفوّق اور بڑائی کا کسی نہ کسی حد تک اظہار کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ ہندوستان کی آزادی سے پہلے یہاں انگریزوں کا حال تھا، تاشقند کی موجودہ آبادی بیس لاکھ سے زیادہ ہے۔ جس میں نصف کے لگ بھگ روسی بتائے جاتے ہیں۔ پورے ترکستان میں اتنی آبادی کا کوئی شہر نہیں ہے اسلئے نہ صرف ازبکستان بلکہ پورے ترکستانی منطقہ پر اس کا اثر ہے۔ روسیوں کی بالادستی کی وجہ سے ازبکی باشندوں پر اُن کا دباؤ محسوس کیا جاتا ہے

## علاقائی حالات و خصوصیات

پورا ترکستان اپنے طبعی حالات کے لحاظ سے متنوع قسم کے علاقوں پر مشتمل ہے۔ قرغیز کے علاقے کے لوگ پہاڑی خطے کے رہنے والے ہیں وہ مویشی رکھنے والے رہے ہیں ترکمانستان کا زیادہ تر علاقہ صحرائی ہے اس کے اثر سے وہاں خانہ بدوشی کا چلن رہا ہے۔ قزاقستان کے عموماً بنجر ہونے کے

www.abulhasanalinadwi.org

باعث لوگ سخت کوشی کے عادی رہے ہیں۔ ازبکستان کا ایک قابلِ ذکر حصہ قابلِ کاشت زمینوں پر مشتمل ہے۔ ازبکستان کی اس خصوصیت کی بناء پر وہاں زمینداروں کاشتکاروں کی آبادی زیادہ رہی ہے۔

رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا قزاقستان ہے وہ ترکستانی ممالک میں شمالی ملک ہے، اور اصل روسی علاقہ سے متصل ہے اس کا رقبہ بہت وسیع ہے لیکن آبادی رقبہ کے تناسب سے کم ہے، ترکستان کے انتہائے مشرق کا حصہ جو اب "سنکیانگ" کے نام سے موسوم ہے، چینی اقتدار کے تحت ہے یہ بھی قزاقستان کی طرح بڑا رقبہ رکھتا ہے، لیکن اس کی آبادی بھی رقبہ کے لحاظ سے کم ہے۔ تاجکستان، افغانستان کی سرحد سے اور ترکمانستان ایران کی سرحد سے ملا ہوا ہے۔ یہ دونوں چونکہ افغانستان و ایران سے ملے ہوئے ہیں اور ثقافتی طور پر متأثر ہیں، ترکستانی ممالک کے اسی مجموعہ کے وسط میں ازبکستان واقع ہے۔ ترکستان کے قدیم مشہور تاریخی شہر اور قدیم عظیم القدر مسلمان علماء کے مشہور مقامات اس علاقہ میں زیادہ اور اس سے متصل علاقوں میں ہیں یہ ازبکستان کے مشرق سے وسط تک پھر اسکے مشرق میں قرغیزیا میں اور اس سے ملے ہوئے "سنکیانگ" کے مغربی حصہ میں پھر ازبکستان کے شمال میں واقع جنوبی قزاقستان کے حصّہ میں، پھر ازبکستان کے جنوب میں واقع ترکمانستان میں پھر افغانستان و ایران کے شمالی علاقوں میں واقع ہیں۔ ان میں آخر الذکر تین علاقے قدیم میں خراسان کے لفظ سے موسوم رہے ہیں ترکستانی ممالک میں سے قزاقستان جو روس کی سرحد سے ملا ہوا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

روسی اثرات زیادہ رکھتا ہے، اس کی آبادی میں غیر مسلموں کا بھی تناسب زیادہ ہے جو چالیس فیصد تک پہونچتا ہے جب کہ دیگر ترکستانی علاقوں میں غیر مسلم تناسب بہت کم ہے۔ اس کے علاوہ قزاقستان میں روسی اقتدار اور ماسکو سے قریب ہونے کے باعث دین سے دوری بھی زیادہ ہوئی اب وہاں اسلام سے شناسائی لوٹنا شروع ہوئی ہے۔ لیکن اب بھی بہت ناواقفیت ہے، حکومت بھی ابھی تک سیکولر ہے لیکن اقتصادی ضروریات سے وہ اسلامی ملکوں سے روابط بڑھا رہی ہے۔

## بعض مشترک الفاظ اور انکے مطالب

قزاقستان معدنی اور صنعتی لحاظ سے خصوصیت رکھتا ہے، اسکے ساتھ یہاں کے لوگ اپنے حالات اور سخت کوشی کے باعث زیادہ قوی اور سخت مزاج رہے ہیں۔ غالباً اسی وجہ سے اُن کے نام کے ساتھ طاقت کے استعمال اور زور دستی کا وصف لگ گیا اور متعدد زبانوں میں لوٹ مار کرنے کو قزاقی کہنے لگے۔ الفاظ واصطلاحات کے تعلق سے بعض دوسرے الفاظ بھی خاص مطالب رکھنے والے ہیں، جو ہندوستان تک پہونچے اور نئے معنوں میں استعمال ہوئے مثلاً اردو میں ایک لفظ "عجبک" استعمال ہوا جو ایسی وضع قطع کے لیے استعمال ہوا جو عجیب وغریب اور نامانوس ہو، اس کی وجہ غالباً یہ رہی ہوگی کہ ازبک لباس میں اُن کا عبا (یعنی شیروانی نما ترکستانی لباس) عام طور پر شوخ رنگ کے ڈیزائنوں سے تیار ہوتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اور وہ ڈیزائن زنگار رنگ کے ہوتے ہیں کہ ہندوستان میں بچوں کے لئے زیادہ موزوں محسوس کئے گئے، وہ باوقار شخصیتوں کو پہنے دیکھ کر تعجب کا باعث بنتے ہوں گے اور کوئی بھی عجیب و غریب لباس پہنے تو اُس کو اِس مفہوم کو ظاہر کرنے کے لئے ازبک کہا گیا ہوگا جو استعمال میں "عجبک" ہو گیا۔

زبان و ثقافت کی بات آ گئی تو یہ بھی بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ترکستانی زبانوں میں فوج کو "اردو" کہتے ہیں یہ لفظ وہاں اب بھی استعمال ہوتا ہے۔ فوجی چھاؤنی پر اردو لفظ کا بورڈ مل سکتا ہے۔ ہندوستان میں اردو زبان غالباً فوج سے شروع ہوئی، اس لئے اُس کا نام اردو پڑ گیا۔

اسی طرح ہندو لفظ بھی غالباً مغلوں یا ایرانیوں کی دین ہے فارسی اور اُن کی زبان میں ہندو کے معنیٰ غلام و نوکر اور کالے کے ہیں۔

ہندوستان میں ترکستانی لوگوں کے اقتدار کے زمانہ میں یہاں کے باشندوں سے جن کی اکثریت صنم پرست تھی خدمت گاری اور فرمانبرداری لی گئی ہوگی، وہ خدمت گار ہونے کے باعث ترکستانی و فارسی کی رو سے ہندو کہلائے اور پھر کثرتِ استعمال سے یہاں کی یہ آبادی ہندو کہی گئی، پھر خود ہندوؤں نے اس کو اچھا لفظ سمجھ کر نہ صرف قبول کیا بلکہ ایسا پسند آیا کہ اس کے نام میں سربلندی کا تصور کر لیا گیا اور اب "ہندوتو" کی تحریک چلائی جا رہی ہے، اُن کو اصل معنیٰ کی طرف توجہ نہیں۔

ہندو کا لفظ کالے کے معنیٰ میں حافظ شیرازی نے اپنے ایک شعر میں ایسے سیاق میں استعمال کیا ہے کہ اس میں سمرقند و بخارا دونوں کا ذکر آ گیا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، وہ کہتے ہیں ؂

اگر آں ترکِ شیرازی بدست آرد دلِ مارا
بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

غلام و فرمانبردار کے معنیٰ میں ہندو کا لفظ بعض دعاؤں اور مناجاتوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔

ہندو کے لفظ کے ساتھ اُن زبانوں میں جو بھی معاملہ روا رکھا گیا ہو، وہ اپنی جگہ پر ہے، البتہ ھند (یعنی ملک ہندوستان) کے لفظ کے ساتھ عربی میں اچھا معاملہ کیا گیا ہے۔ ھند کو ملک ہندوستان کے نام کے طور پر استعمال کرنے کے ساتھ پسندیدہ عورت کے لئے بطور نام بھی استعمال کیا گیا۔ اس سے محبوبیت و حسن کا مفہوم وابستہ کیا گیا چنانچہ عربی شاعری میں غزل و دیگر موقعوں پر یہ لفظ ملتا ہے۔

ازبکستان میں شکریہ اور خوش رہو جیسے مفہوم کے لئے رحمت کا لفظ استعمال کرتے ہیں، یہ اُن کی تہذیب میں داخل ہے۔ کسی سے کچھ دریافت کرنے یا کسی سے اخلاق برتنے پر لفظ رحمت کہنے سے اُس کا شکریہ ادا ہوتا ہے

## روسی رسم الخط کے اثرات

ان ملکوں میں عوامی استعمال ترکستانی زبان کا ہے لیکن علمی و سرکاری کاموں کے لئے روسی زبان کا استعمال ہے، البتہ رسم الخط دونوں زبانوں کا روسی ہے۔ یہ روسی رسم الخط اصلاً رومن ہے یعنی جیسے انگریزی کے حروف

www.abulhasanalinadwi.org

لیکن متعدد حروف نئے انداز کے بالکل مختلف ہیں اس لئے رومن خط پہچاننے کے باوجود لکھے ہوئے ناموں تک کو انگریزی رسم الخط کا جاننے والا صحیح نہیں پڑھ پاتا، جتنے حروف کا سرسری طور سے مجھ کو پتہ چلا وہ حسب ذیل ہیں، اِن کے علاوہ بھی دیگر فرق رکھنے والے حروف ہیں جو میری نظر سے مخفی رہے T کی جگہ M لکھتے ہیں، H کی جگہ X ، N کی جگہ H ، R کی جگہ P ، P کی جگہ M ، U کی جگہ Y ، B کی G اور خ کو ح کی آواز میں اور H کے حرف سے ادا کرتے ہیں، مثلاً (BUKHARA) کو (GYHAPA) لکھتے ہیں۔ اسلئے وہاں صرف زبان نہ سمجھنے ہی کی دشواری نہیں ہے بلکہ بورڈ پڑھ کر نام تک سمجھنے کی دشواری بھی ہے

سابق ترکستانی زبانوں کا رسم الخط عربی تھا، روسیوں نے آکر اسکو بدلا، لہذا اب رسم الخط کے لحاظ سے بھی وہ سب روسی ہیں لیکن الفاظ ومعانی کے اعتبار سے ترکستانی زبانیں ترکستانی ہیں اور آپس میں تھوڑا تھوڑا فرق رکھنے والی ہیں جو اپنے اپنے علاقہ کے نام سے موسوم ہیں۔

روسی ثقافت کا ایک اثر انسانی ناموں کے ساتھ نسبتِ پدری لگانے کی شکل میں ظاہر ہوا، ناموں کے ساتھ باپ کی طرف نسبت کے لئے وف کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً اسلام کریموف یعنی اسلام صاحب جو کریم صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ ضیاء الدین باباخانوف یعنی ضیاء الدین صاحب جو باباخان صاحب کے صاحبزادے ہیں۔

متعدد شہروں کے ناموں کی وجہ تسمیہ بھی معلوم ہوئی مثلاً سمرقند کے

www.abulhasanalinadwi.org

بارے میں معلوم ہوا کہ سمر اصل میں ثمر یعنی پھل ہے اور قند یعنی میٹھا یہ میٹھے پھلوں کا مقام تھا۔ لہذا یہ نام پڑگیا۔

طاش قند، طاش سمندری پتھر کو کہتے ہیں اسی مناسبت سے طاش قند کا نام ہوا۔ امام بخاری کا آخری وطن قریہ خرتنگ ہے خر سے گدھا اور تنگ سے پریشان کن معنیٰ ہوتے ہیں گدھوں کے تنگ کرنے، یا کیے جانیکی جگہ۔

## خاص روسی صوبے میں مسلم آبادیاں

ترکستانی مسلمان صرف ترکستانی علاقوں ہی میں نہیں ہیں بلکہ ان کی آبادیاں خود روسی صوبہ کے اندر متعدد خطوں میں خاصی ہیں، یہ مختلف جگہوں پر ہیں اور وہاں وہ اکثریت میں ہیں جس کی وجہ سے روس کو ان آبادیوں کے لئے اندرونی اختیار کی سہولتیں مہیا کرنا پڑی ہیں اور وہ مکمل خود مختاری چاہتے ہیں روسی صوبہ کے اندر کے مقامات میں سب ملا کر پونے دو کروڑ تاتاری مسلمان بتائے جاتے ہیں اور اُن کو اپنے دینِ اسلام سے تعلق ہے وہ آزادی کی برابر جد و جہد کرتے رہتے ہیں اب حالات بدلنے پر اُن کو ایک حد تک مذہبی سہولت ملی ہے اُن میں مسلم طلباء کی ایک انجمن بھی ہے جو اسلام سے وابستگی کے لئے برابر کوشاں ہے لیکن حکومت کی گرفت سے بچنے کے لئے احتیاط سے کام کرتی ہے اُن کی مسجدیں بھی ہیں اور علماء نے وہاں کی دینی ضرورت کو اپنے عوامی وسائل سے ہی پورا کرتے ہیں ان کو حکومت کی رہنمائی حاصل نہیں ہے —— اُن مدرسوں

www.abulhasanalinadwi.org

کے لئے جو کتابیں ان کو حاصل ہو پائی ہیں وہی داخل ہیں۔ عربی زبان کی تعلیم کے لئے جو کتابیں معلوم ہوئیں ان میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی مدظلہ کی قصص النبیین للاطفال خاص طور پر قابل ذکر ہے اور اسکو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، دیگر کتابوں میں بعض جدید و قدیم کتابوں کو تصویر سے چھاپ کر استعمال کیا جاتا ہے۔ اُن کو کتابوں کے حصول میں خاصی دشواری ہے۔

وادیٔ فرغانہ کے دو بڑے اور اہم شہر انڈیجان اور نمنگان ہیں۔ انڈیجان مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر کا مقام پیدائش ہے جہاں بابر پر ایک میوزیم بھی ہے جس میں جواہر لال نہرو نے بابر کی تعریف میں جو باتیں کہی تھیں وہ بھی محفوظ ہیں۔ انڈیجان کی جامع مسجد میں جس کو اب بہت خوبصورت اور بڑی بنایا گیا ہے، ایک بڑا دینی مدرسہ ہے، جامع مسجد کے امام خطیب اور مدرسہ کے ذمہ دار ایک بڑے عالم شیخ عبدالولی ہیں جو تبلیغی جماعت کے ساتھ ندوہ بھی آچکے ہیں، تقریباً ایک ہزار نوجوان علماء ان کے شاگرد بتلائے جاتے ہیں، یہ حضرات مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی بیشتر عربی کتابیں پڑھ چکے ہیں اور اپنے شاگردوں کو پڑھاتے ہیں، جن کی وجہ سے اُن نوجوانوں میں حضرت مولانا کی ملاقات کا بے حد اشتیاق ہے۔ اُن میں بعض دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخلہ بھی لینا چاہتے ہیں۔

نمنگان میں بھی کافی مساجد و مکاتب اور دینداری ہے، نوجوانوں میں عربی زبان سیکھنے کا شوق اور دین کا بے حد جذبہ ہے۔ محاضرات سننے کیلئے

www.abulhasanalinadwi.org

ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو جاتے اور کافی جوش وخروش کا اظہار کرتے ہیں، البتہ افسوس کی بات ہے کہ ان دونوں شہروں بلکہ ازبکستان میں مقلّدین اور غیر مقلّدین کے اختلافات کو ہوا دینے اور اس راہ سے فتنہ کی کیفیت پیدا کرنے کا عمل بھی شروع ہوگیا ہے۔ دراصل خلیج سے آنے والے داعیوں اور عالموں میں سے بعض حضرات نے تقلید کی مخالفت میں سختی کی جس سے اضطراب پیدا ہوا، وادیٔ فرغانہ میں فرغانہ نام کا شہر بھی ہے جو اس صوبہ کے مُستقر کی حیثیت رکھتا ہے، اور یہاں سرکاری دفاتر وغیرہ ہیں۔ اس سے ملا ہوا تقریباً ۱۰ کیلومیٹر کے فاصلہ پر مرغینان کا شہر ہے جہاں علامہ مرغینانیؒ نے فقہ کی مشہور کتاب "ہدایہ" لکھی ہے۔ مرغینان میں ایک بزرگ عالم شیخ عبدالحکیم رہتے ہیں جن کی عُمر اسّی سال سے اوپر ہوگی، علمی دعوتی اور تقویٰ و پرہیزگاری کی زندگی گذارتے ہیں، ایک طرح یہ وہاں کے استاذ الاساتذہ ہیں جو کمیونزم کے زور کے زمانہ میں بھی پوشیدہ طور پر دین وعلم کی شمع جلائے رکھے تھے۔ حضرت مولانا کا جب اُن کے سامنے تذکرہ آیا تو بہت ہی اچھے اور اونچے تأثر کا اظہار کیا۔

ترکستان کے علاقوں میں کئی بار دعوتی سفروں میں جانے والے ہمارے ایک دوست سید غلام محمد جیلانی صاحب نے اپنی معلومات میں بتایا کہ جامع مسجد کے امام شیخ عبدالولی کمیونزم کے ظلم وبربریت کے زمانہ میں جبکہ دینی تعلیم پر سخت پابندی تھی تقریباً ایک ہزار نوجوانوں کو قبرستانوں اور جنگلوں میں پوشیدہ طور پر عربی اور قرآن وحدیث کی تعلیم دی تھی، وہ اپنی ان باتوں کی وجہ سے حکومت

www.abulhasanalinadwi.org

کی نظر میں مشتبہ بلکہ معتوب ہیں

خوقند شہر کی جامع مسجد میں لکڑی کے بہت اونچے ستون استعمال کئے گئے ہیں، جن کی لکڑی ہاتھیوں پر ہندوستان سے لائی گئی تھی۔ خوقند شہر کی جامع مسجد کے امام وخطیب محمد رجب ہیں جو ندوہ کے طرز پر ایک مدرسہ قیام وطعام کے ساتھ چلا رہے ہیں، جہاں حضرت مولانا کی قصص النبیین اور بعض دوسری کتابیں پڑھائی جاتی ہیں[1]۔

حکومت سے غیر متعلق ان علماء میں صلابت اور دین وعلمِ دین سے تعلق بھی زیادہ ہے اور انکا اثر بھی عوام پر ہے البتہ ان لوگوں کو امام بخاری کانفرنس میں شرکت حاصل نہ ہو سکی بظاہر انکو اس سے علیحدہ رکھا گیا دعوت شرکت نہیں دی گئی جس میں کوئی سیاسی حس کام کر رہی ہوگی، ملک کے انتظامی معاملات روسی نژاد لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ یہ روسی حکمراں کا سیاسی مصلحت سے لحاظ بھی کرتے ہیں چنانچہ عید کے موقع پر روسی حکومت کے بعض نمائندے بعض وقت دلداری دکھانے کی غرض سے مبارکباد کے لئے آتے ہیں۔

حالات کے کچھ بدلنے اور بہتر ہونے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں کے مسلمانوں نے بے شمار ایسی قدیم مساجد جنکو بازار، گیراج، کلب وغیرہ بنا دیا گیا

---

[1] یہ مذکورہ معلومات زیادہ تر بھائی انجینئر غلام محمد صاحب سے حاصل ہوئی ہیں جو ان علاقوں میں کئی ماہ گزار کر آئے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

تھا دوبارہ نمازیوں سے آباد کیا ہے۔ ان علاقوں میں عیسائی مشنریوں نے بھی اپنے کام کا جال پھیلانا شروع کر دیا ہے اور اثر ڈال رہے ہیں۔

اس علاقہ کے مشرق میں ترکستان (سنکیانگ،) کا علاقہ ہے جسکو چینی حکومت نے اپنے ملک کا صوبہ قرار دے رکھا ہے اور وہاں کے مسلمانوں کو اس بات پر راضی رکھنے کے لئے سخت دباؤ ہے، اس کا پایۂ تخت ارو لچی ہے جو اس کے شمال مغربی حصہ میں واقع ہے اور قزاقستان کے دارالحکومت الما آتا سے قریب ہے، یہاں بوختری نسل کے ترکستانی مسلمان رہتے ہیں زبان عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے

جنوب میں اس علاقہ کا مشہور شہر کاشغر ہے، جہاں بے شمار مساجد اور کافی علماء ہیں، اور نمازیوں کی تعداد خاصی ہو جاتی ہے۔ کاشغر کے جنوب میں قریب ہی کشمیر کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔

سنکیانگ کے شمال اور قزاقستان کے مشرق میں منگولیا کا ملک واقع ہے منگولیا کے مغربی صوبہ میں جو قزاقستان کی سرحد سے ملتا ہے مسلمانوں کی خاصی آبادی کا علاقہ ہے یہاں تقریباً دو سو سال قبل روسی علاقوں سے مسلمانوں کی ایک تعداد روسی مظالم سے تنگ آکر ہجرت کر کے یہاں آگئے تھے افسوس ہے کہ مذہب دشمنی کی مہم کے نتیجہ میں یہاں کے مسلمان کلمہ و نماز سے بھی بہت کم واقف رہ گئے ہیں اور باطل مذاہب کی کوششوں کا شکار ہو رہے ہیں، یہاں قادیانی بھی اثر ڈال رہے ہیں، صحیح العقیدہ مسلمانوں کی بھی ایک جماعت یہاں ہے جو اپنی حد تک کچھ کام کرتی ہے، خاص روسی صوبہ بھی مسلمان

www.abulhasanalinadwi.org

آبادی سے خالی نہیں ہے ۔

روسی صوبہ کے مسلم مقامات ایک تو ماسکو کے علاقہ سے جنوب مشرق رخ پر کچھ فاصلہ سے ہیں انکو تتارستان اور بشکیریا کے نام دیئے جاتے ہیں۔ دوسرے مقامات میں شیشان اور داغستان اور انجیا ہیں جو آذربائیجان کے شمالی رُخ پر روسی علاقہ میں ہیں یہ دراصل تاتاری قبائل ہیں جو مختلف علاقوں میں آباد ہیں

ان میں سے بعض علاقوں میں پٹرول اور دوسری معدنیات ہیں جس کی وجہ سے روسی اِن علاقوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے، یہی بات خاص طور پر تتارستان میں ہے متعدد اہم معدنیات قزاقستان کی زمین میں بھی ہیں، تتارستان میں سالانہ ۳۰ کروڑ ڈالر کا پٹرول نکالا جاتا ہے قزاقستان میں معدنیات کے علاوہ ایٹمی کارخانے بھی ہیں

بہر حال ترکستانی صوبے سوویت اقتدار سے ایک حد تک نکل کر آزاد ملک بن چکے ہیں اور ان میں اسلامی بیداری شروع ہوگئی ہے ۔ اب خود روس کے اندر کے مسلم علاقے بھی کوشاں ہیں لیکن شاید ان کی مکمل آزادی میں کچھ وقت لگے ۔

## مذہبی طور وطریق

اب آزادی کے حالات شروع ہونے پر دینی مذہبی جذبات ظاہر ہونا شروع ہوئے، نئی مسجدیں بننے لگیں اور نمازوں کا چلن کھل کر سامنے

www.abulhasanalinadwi.org

آنے لگا چونکہ ترکستان میں مسلک حنفی ہے اسلئے برصغیر کے احناف سے مشابہ طرز ملتا ہے، البتہ بعض وہاں کی اپنی رواجی عادتیں ہیں جو انھوں نے اختیار کر رکھی ہیں مثلاً جماعت کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کا اہتمام نظر آیا، امام بلند آواز سے افتتاح کرتا ہے بقیہ حضرات اس کو آہستہ آواز سے پورا کرتے ہیں۔ عصر کی جماعتوں کے بعد تسبیحاتِ فاطمہ کا آغاز امام بلند آواز میں کرتا ہے اور آہستہ آواز سے بقیہ حضرات پورا کرتے ہیں۔ مختلف موقعوں پر دعا کے اختتام پر سورۂ فاتحہ بھی پڑھنے کا رواج ملا، نمازیوں کی کمی نظر آئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بکثرت لوگ نماز کے متعلق کچھ جانتے ہی نہیں، سات دہائیوں کی مذہب دشمن جدوجہد کے بعد اُن کے لئے یہی بہت ہے کہ وہ اپنے کو مسلمان تسلیم کر لیتے ہیں اور ملنے والے کو مسلمان جاننے پر اس کی ملاقات سے خوش ہوتے اور مانوس ہوتے ہیں۔

## نسلی تقسیم و عصبیّت

روسی اثر و رسوخ اور کمیونسٹ اقتدار سے قبل بخارا و سمرقند اور فرغانہ کے علاقے علیحدہ علیحدہ اقتدار رکھتے تھے۔ کمیونسٹ اقتدار نے اوّلاً بخارا و دیگر حکومتوں کی خودمختاری کے حق کو تسلیم کیا، پھر طاقت کے زور پر بخارا کی سلطنت کو اپنے اقتدار میں لینا چاہا، اس پر ٹکراؤ ہوا، اس میں بخارا کی مسلم حکومت کمزور پڑی اور کمیونسٹوں نے قبضہ کر لیا۔ اس طرح دیگر ترکستانی

www.abulhasanalinadwi.org

حکومتوں کو بھی روسی کمیونسٹ حکومت نے اپنے اقتدار میں لے لیا، پھر ترکستان کی سیاسی اور اسلامی وحدت کی طاقت کو بکھیرنے کے لئے روس نے اسکو ان کی نسلی شاخوں کی بنیاد پر چھ جمہوریتوں میں تقسیم کیا، اور عملاً ان کو آزاد جمہوریتوں کا نام دیا لیکن ان کی حیثیت کمیونسٹ مرکز کے تابع صوبوں کی رہی،

اس تقسیم سے ترکستانیوں کے مابین خاندانی اور قبائلی اختلافات ٹکراؤ کی راہ بن گئی اور اس تفریق کے اثر سے ان قبائلی وحدتوں کے مابین عصبیتیں پیدا ہوئیں، اور فسادات بھی ہوئے، اس کے بہانہ روس نے وہاں بتدریج اپنے وجود کو مضبوط بنایا۔

## روسی دباؤ اور اثر

روس نے اپنے زمانۂ اقتدار میں مشیروں اور ماہروں اور افسروں کے عنوان سے وہاں کی آبادی میں روسی نسل و علاقہ کے افراد معتدبہ تعداد میں داخل کر دیئے جن کا تناسب بڑے شہروں میں خاصا ہو گیا۔ عموماً یہ تناسب عام شہروں میں ۳۰۔۳۵ فی صد تک پہنچ گیا، اور مرکزی شہر تاشقند میں ۵۰ فیصد کے لگ بھگ تک پہنچ چکا ہے۔ پھر مزید یہ کہ صنعتی و سیاسی اہم مناصب پر قبضہ عموماً روسیوں کا رہا۔ اصل باشندوں کی کثرت دیہاتوں میں ہے اور وہ عموماً زراعت و مزدوری کے کاموں میں ہیں اور نسبتاً کم سطح کی اقتصادی حالت میں ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اب جبکہ سوویت کمیونسٹ نظام ختم ہوا ہے توان ملکوں کوخود مختاری ملی لیکن وہ روسی کامن ویلتھ کے دائرے میں داخل ہوگئے ہیں چنانچہ وہاں روسی فوج موجود ہے اور سیاسی معاملات میں روسی بالادستی بھی ہے۔ حکومتی سطح پر سابق حکمراں ابھی باقی ہیں، قیادت وحکومت کے لوگ ابھی کمیونسٹ نظریہ سے دست کش بھی نہیں ہوئے ہیں۔ حالانکہ اس سے خود روس کے اندر دست کشی ہو چکی ہے لیکن ان ترکستانی ملکوں میں روسی قائدین اور اب ان کے ساتھ مغربی سرمایہ دار ممالک بھی کمیونسٹ نظریہ کے بقا ہی کو پسند کرتے ہیں تاکہ وہ اسلام کے ابھرنے سے مانع بن سکے۔ اُن کے نزدیک ہر دیگر نظام و نظریہ سے زیادہ خطرناک اسلامی بیداری ہے لیکن ملک کی مالی پوزیشن بہتر بنانے کے لئے یہاں کی حکومتوں کو باہر کے کمیونسٹ مخالف ممالک سے روابط بڑھانے پڑے ہیں اور اس کے اثر سے ان کو پرائیویٹ زمرہ کو سابقہ کمیونسٹ طریقۂ کار سے مختلف طریقۂ کار اختیار کرنے کا حق دینا پڑا ہے اور اقتصادیات کو بہتر بنانے کے لئے سرمایہ دارانہ انداز کے بعض وسائل اختیار کرنے پڑے ہیں۔ مثلاً باہر کے لوگوں کی آمد ورفت اور غیر روسی سرمایہ داروں کو یہاں سرمایہ لگانے کا موقع دینا، اور اقتصادی معاہدے کرنا نیز خلیج کے ممالک سے جو کہ اسلام سے کھلی وابستگی رکھتے ہیں ان سے مدد لینا۔

www.abulhasanalinadwi.org

## ملکی وغیر ملکی زبانیں

ترکستان میں زبان تو ترکستانی ہے جو کئی شاخوں میں تقسیم ہے اور اسکے مختلف علاقوں میں اپنے باشندوں اور علاقوں کے لحاظ سے استعمال ہوتی ہے اس کے ساتھ روسی زبان غالب اور حاکم کی زبان کے اعتبار سے رائج اور غالب ہے۔ ملک سے باہر کی زبانوں کو صرف بین الاقوامی ضرورت سے محدود پیمانے پر پڑھایا جاتا ہے۔ چنانچہ تاشقند میں مشرقی زبانوں کا ایک انسٹی ٹیوٹ بھی ہے جہاں اردو، فارسی عربی و دیگر زبانوں کی تعلیم ہوتی ہے۔ انداز یونیورسٹی کا اور سیکولر ہے لیکن اس سے یہ فائدہ ضرور ہے کہ عربی و اسلامیات کے خواہشمندوں کو موقع مل جاتا ہے۔

اِس انسٹی ٹیوٹ کے شعبۂ عربی کے بعض اساتذہ و طلباء سے ملاقات کا موقع ملا، اِن لوگوں سے امام بخاری منصوبہ میں اُس کے مہمانوں کو سہولت پہونچانے میں تعاون لیا گیا تھا۔ ایرپورٹ پر استقبال میں اور قیام گاہوں پر وساطت کے لئے یہی لوگ تھے۔ اُن سے ملاقات میں بعض معلومات حاصل ہوئیں، اُن کی گفتگو سے اندازہ ہوا کہ سیاسی تبدیلی سے ترکستانیوں کو بحیثیت مسلمان کے آزادی حاصل ہوتی جا رہی ہے اور قوم میں اسلام کو جگہ پانے کا موقع مل رہا ہے اگرچہ حکومت ابھی اسلام پسندی کے رواج کی حوصلہ افزائی سے گریز کرتی ہے بلکہ اس سے زیادہ دلچسپی کو

www.abulhasanalinadwi.org

ناپسند کرتی ہے۔ چنانچہ بعض ایسے علماء کو جو اس میں جوش و دلچسپی رکھتے تھے، گرفتار کر لیا گیا، ملک کے تا حال مفتیٔ اعظم، مفتی یوسف صادق کو اسی کشمکش کے نتیجہ میں اپنے منصب سے ہٹنا پڑا بلکہ ملک چھوڑ کر باہر چلا جانا پڑا۔ اب انکی جگہ مفتی عبد العزیز تاشقندی ہیں جو حکومت سے مصالحت کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

مفتی صاحب کا عہدہ پورے مملکت کے مذہبی امور کے نگراں کا عہدہ ہے، مساجد و مدارس جو بھی ہیں وہ اُن کی نگرانی میں ہیں اور وہاں کے ائمہ ان کے طے کردہ ہوتے ہیں اور وہ اسلامی تعلق سے یہاں آنیوالوں کے لئے وساطت و وضاحت کے بھی نگراں ہوتے ہیں۔ روسی اقتدار میں مسلمانوں کے اسلامی معاملات کے لئے یہی تنہا ادارہ رہا ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی کو اجازت نہ ملی۔ اس ادارہ کا مرکز تاشقند میں ہے۔ اسکی ایک لائبریری بھی ہے اور ایک مدرسہ ہے۔ جو مدرسہ امام بخاری کے نام سے موسوم ہے اور اسی کے ماتحت شہر بخارا میں قائم مدرسہ میر عرب ہے۔

ادارۂ دینیہ کے کتب خانہ کے نوادر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وہ مصحف شامل ہے جو اُن کی شہادت کے وقت ان کی تلاوت میں تھا، ادارۂ دینیہ وہاں آنے والوں کو یہ مصحف دکھاتا ہے۔ یہ مصحف ماسکو کے ذخیرۂ نوادر میں تھا، جو ادارۂ دینیہ نے اپنے یہاں منتقل کرایا۔

ادارۂ دینیہ کے مرکز میں حضرت مولانا تشریف لے گئے تھے لیکن اس وقت کتبخانہ کھلا ہوا نہ تھا، اس لئے اس کو دیکھنے کا موقع مولانا مدظلہ اور

www.abulhasanalinadwi.org

ان کے رفقاء کو نہیں ملا، البتہ وہاں کی مسجد اور ادارہ کی مرکزی عمارت کو دیکھنے اور وہاں کے لوگوں سے ملاقات کا موقع ملا، اُن کے اخلاق اور انکی برادرانہ محبت ترکستانی خصوصیات اور اسلامی اخوت کی پاسداری کا پتہ دیتی تھی۔

عربی بولنے والوں کے علاوہ اردو بولنے والے بھی ملے، اُن میں ایک شیخ شرف الدین بھی ہیں جو ندوہ کے پچاسی سالہ جشن تعلیمی میں آئے تھے، اور جلسہ کو خطاب اردو میں کیا تھا، اُن سے ملاقات اچھی رہی، وہ بے تکلف اردو میں بات کرتے تھے مغربی زبانوں کے ادارہ کے اساتذۂ عربی ڈاکٹر زامل اور ڈاکٹر زاہد تعاون و مدد میں پیش پیش رہے۔ دونوں عربی میں بے تکلف بات کرتے تھے۔ ایک طالب العلم بھی جو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں ایک سال تک پڑھ چکے تھے تعاون و مدد میں پیش پیش رہے۔ وہ عربی بے تکلف بولتے تھے۔

## دینی تعلیم و دعوت کا کام اور وادئ فرغانہ کا ماحول

جہاں تک دینی مدرسوں کا تعلق ہے تو صرف دو مدرسوں میں جانا ہوا، ایک بخارا کا مدرسہ "میر عرب" اور دوسرا خواجہ عبید اللہ احرار کا مدرسہ اُن میں دیکھا کہ ناشتہ میں اساتذہ تو عربی بول لیتے ہیں لیکن طلبہ میں بہت

www.abulhasanalinadwi.org

کم اسکی صلاحیت ملی، ان مدرسوں میں تعلیم زیادہ سے زیادہ ثانوی تک ہے اسلئے عربی کی اچھی استعداد پیدا ہونا مشکل ہے لیکن وادی فرغانہ کے علاقہ میں دینی وعربی تعلیم کا اچھا چرچا ہے اور وہاں علم دین کی تعلیم کا شوق بھی بڑھا ہوا ہے۔

ترکستان کے سفر میں جو روسی نظر آئے اور ان کا طرز عمل دیکھنے کا موقع ملا اس سے پتہ چلا کہ روسی نسل کے لوگ عموماً بدمزاج ہوتے ہیں۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ عام طور پر کام میں توجہ کم کرنیوالے اور جلدی مشتعل ہو جانے والے ہوتے ہیں، اِن کے برعکس ترکستانیوں کے مزاج میں مشرقیت کا انداز نظر آیا۔ نرم خو اور خوش اخلاق معلوم ہوئے۔ خاص طور پر اسلامی رشتہ کے احساس کے بعد زیادہ قریب ہو جاتے ہیں۔

گذشتہ نصف صدی سے زائد عرصہ میں اسلام سے بہت دور اور ناواقف ہو جانے کی وجہ سے ترکستانی قوم بڑی حد تک مذہب کی تعلیمات سے بے خبر ہو چکی ہے۔ اب جبکہ اس کو سخت پابندی سے سابقہ نہیں ہے اسلامی لٹریچر کی اس کو طلب شروع ہو گئی ہے اور اس کو دیکھتے ہوئے مسلم ممالک کے وہ ادارے جو دینی مقصد رکھتے ہیں، ان لوگوں کو دینی لٹریچر مہیا کرنے کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے قرآن مجید کے نسخوں کا بڑا ذخیرہ وہاں بھجوایا ہے اور کتابوں کی بھی ایک تعداد مہیا کی ہے اور بھی کئی ممالکِ عربیہ کی انجمنیں مدد پہونچانے میں لگی ہوئی ہیں۔

خلیج کے ممالک سے آنے والے داعیوں کی طرف سے رقمیں بھی تقسیم کی گئیں، لیکن مسلک سلفی پر زور دینے میں غلو بھی اختیار کیا گیا۔ یہاں یوں تو

www.abulhasanalinadwi.org

دینی دعوت کے مختلف النوع حاملین پہونچ رہے ہیں لیکن ان میں نمایاں اور خصوصی تعداد میں تبلیغی جماعت کے کام کرنے والے ہیں، یہ لوگ وہاں کچھ وقت بھی گذارتے ہیں اور خاموش کام کرتے ہیں اور الحمدللہ دین اسلام سے روشناس کرانے کا کام شروع ہوگیا ہے — آزادی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کی مخالف کئی تحریکوں نے بھی وہاں جال بچھانے شروع کردیئے ہیں۔ عیسائیوں کی بھی کوششیں چل رہی ہیں ترکستانی لوگ اصل اسلام سے صحیح واقف نہ ہونیکی بنا پر دھوکے کھا سکتے ہیں اسلئے صحیح الخیال داعیوں کو توجہ بڑھانا چاہیئے اور ان کو غلط فہمی یا کسی غلط مذہب کا شکار نہ ہونے دینا چاہیئے۔

## اقتصادی وانتظامی کیفیت

اقتصادی لحاظ سے ملک میں غربت اور معیار کی پستی محسوس ہوئی زندگی کی سادگی اور سامان زندگی معمولی نظر آیا، اگرچہ طبیعتوں میں سخاوت اور اخلاق کا عام مظاہرہ دیکھا۔ لوگوں نے بتایا کہ ملک کے بازاروں میں مال کی بڑی قلت ہے اور گرانی بھی خاصی ہے۔ بازاروں میں مال کی کمی کا مشاہدہ ہم لوگوں کو بھی ہوا، بعض دکانوں میں داخل ہوئے تو سخت تعجب ہوا کہ متعدد شوکیس بالکل خالی اور جن شوکیسوں میں مال ہے تو وہ مقدار میں کم اور نسبتاً معمولی، اس کی وجہ یہ سمجھ میں آئی کہ نجی ملکیتوں کے نہ ہونے کے باعث کام کرنے والوں میں جذبہ بہت کم ہے اور چونکہ سب ملازم ہیں اور

تنخواہ بہرحال ملتی ہے اسلئے کام سے ذاتی لگاؤ نہیں ہوتا۔ بے دلی ہے اور صرف
کام چلانے سے دلچسپی ہے۔ کام میں کسی کوتاہی کی سزا زیادہ سے زیادہ تبادلہ
کی صورت میں ہوسکتی ہے اور تبادلہ سے اتنا نقصان نہیں ہوتا کہ ملازم کو
خوف لگا رہے اور وہ کام توجہ سے کرے اور شاید یہی وجہ ہے کہ دفاتر
میں بھی کام سست اور ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے اس سے واسطہ ایرپورٹ
کی انتظامیہ کی سست کارکردگی سے پڑا، اور جو کسی بس خاصی کمی محسوس
ہوئی اس پر ہم لوگ آپس میں تبصرہ کر رہے تھے تو ایک ساتھی نے بتایا کہ ماسکو
ایرپورٹ کی اندرونِ ملک پروازوں کے شعبہ میں تو اس سے بھی بدتر
کارکردگی ہے جتنی کہ یہاں ہے، اشیاء کی قلت کا بھی اندازہ مختلف موقعوں
پر ہوتا رہا۔ شکر دودھ کی کمی کا بھی احساس ہوا، بلکہ وہاں کا سفر شروع
کرنے سے قبل بعض تجربہ کاروں نے مشورہ دیا تھا کہ وہاں شکر لے کر جانا
چنانچہ حضرت مولانا کے رفیق و معاون محمد عثمان صاحب انجینئر اپنے ساتھ
شکر وغیرہ لے گئے تھے لہذا حضرت مولانا کو اُن ساتھیوں کے مقابلہ
میں سہولت رہی جو اپنے ساتھ شکر نہیں لے گئے تھے، ترکستان کے
لوگ چائے میں شکر نہیں ڈالتے، اس طرح شاید ان کو شکر کی ضرورت
بھی کم پڑتی ہے۔ حضرت مولانا مدظلہ کے ہمراہ چونکہ انجینئر صاحب تھے،
اسلئے سفر اور نئی جگہ کی پیچیدگیوں کو حل کرنے میں اُن سے بڑی مدد ملتی
رہی، وہ امریکی قومیت رکھتے ہیں اور اُن کو مختلف ماحول اور حالات
کا تجربہ بھی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

## کھانے کا ذوق وطرز

ترکستان میں چائے بغیر دودھ اور شکر کے ہوتی ہے وہاں کے لوگ اسی کے عادی ہوتے ہیں بلکہ وہ ایسی چائے کھانے کے دوران بھی پیتے ہیں اور دیگر موقعوں پر بھی۔ معیاری کھانوں میں اُن کا زور پھلوں پر، اور گوشت پر ہوتا ہے۔ پھلوں کی وجہ غالباً وہاں پھلوں کی پیداوار کی کثرت ہے اور گوشت کی وجہ غالباً وہاں کے موسم کی زیادہ ٹھنڈک ہے۔ اس ٹھنڈک کا مقابلہ وہ گوشت کے زیادہ استعمال سے کرتے ہیں ـــــ روٹی وہ عموماً چائے یا سوپ (یخنی) (SOUP) کے ساتھ کھاتے ہیں۔ خوش حالی میں ان کی بنیادی غذا گوشت ہوتی ہے پلاؤ ہوتا ہے۔ غربت ہے تو روٹی، سوپ یا پھیکی چائے سے کام چلاتے ہیں، اور چونکہ پھل وہاں زیادہ دستیاب ہیں، اس لئے کھانے کا وہ عموماً بڑا حصہ ہوتے ہیں، چائے بہت استعمال ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ سوپ کا بھی خاصا رواج ہے، سادہ چاول کا رواج تقریباً نہیں ہے ہم برصغیر کے غذائی عادت رکھنے والوں کو وہاں کے غذائی نظام سے کچھ دشواری محسوس ہوئی۔ البتہ چاول پلاؤ کی صورت میں ہندوپاک کے ذوق سے قریب تر ملا۔

## تمدّنی حالت

ٹرانسپورٹ کا انتظام بڑی حد تک ضرورت کے مطابق نظر آیا،

www.abulhasanalinadwi.org

بسیں اچھی اور آرام دہ ملیں، سڑکیں بھی عموماً ٹھیک نظر آئیں، اندرون ملک علاقوں میں معمولی حالت کی اور شہروں میں اچھی اور معیاری سطح کی نظر آئیں، مکانات کا طرز شہروں میں متمدن معیار کا دیکھا لیکن اندرون ملک اور دیہاتوں میں علی العموم مکانات کچے اور ٹین کے نظر آئے۔ پانی کے سلسلہ میں یہ بات قابل ذکر ملی کہ سادہ پانی نہ مہمانوں کو دیتے ہیں اور نہ شاید خود پیتے ہیں، انکا کام سادہ چائے کی کثرت سے چل جاتا ہے سادہ پانی کی ضرورت زیادہ محسوس ہو تو سوڈے کا استعمال ہوتا ہے جسکی وجہ سے پانی کی کم ہی مقدار پی جاسکتی ہے اس سے بہتر معیار کیلئے لیمن وغیرہ کے طرز کی اشیاء ہوتی ہیں نلوں سے آنیوالا پانی غالباً پینے کے معیار کا نہیں ہوتا۔

ترکستان میں پانی کے استعمال میں کمی شاید وہاں موسم کے زیادہ ٹھنڈا رہنے کی وجہ سے ہوگی۔ دنیا کے ایسے علاقوں میں گرم مشروب کا رواج زیادہ ہوتا ہے۔

سردی کے اثر سے جو عادتیں یا طریقے ہیں اُن کو چھوڑ کر وہاں کے طریقوں میں برصغیر کے مسلمانوں کی ثقافت کی ہم آہنگی خاصی حد تک نظر آتی ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کا لباس، ذوق، طعام، علمی رجحان یہ سب ترکستان کے اثرات کا خاصا حامل ہے۔ بابر بادشاہ جب ہندوستان آیا تو اُس نے یہاں کی ثقافت و ذوق پر ناقدانہ نظر ڈالی اسلئے اُس نے اور اُس کے جانشینوں نے ترکستان سے برابر ربط رکھا اور وہاں سے ماہرین و اہل فن حاصل کئے، اُس زمانہ کا ترکستان بھی تہذیب و علم میں دنیا سے اپنا لوہا منواتا تھا، اور بخارا و سمرقند وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور دنیائے اسلام میں اُنکا ایک اونچا مقام تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

# مزارات و مقبرے

ترکستان کی تاریخ ساز اسلامی شخصیتوں میں سے اکثر کے مزارات اپنی جگہوں پر قائم ہیں۔ ان شخصیتوں کے مزار عموماً پختہ دیکھے لیکن وہاں اُس طرح کی بدعات و شرکیات نہیں دیکھیں جیسی ہند و پاک وغیرہ میں ہیں اور نہ نذرانے دینے کا عمل دیکھنے میں آیا۔ مزار کی عمارت پر گنبد نہیں دیکھے۔ مزار کے ارد گرد سائبان و دالان بھی نہیں دیکھے جن میں بیٹھنے یا کچھ کرنے کی جگہ ہو یہی حال خواجہ بہاء الدین نقشبند کے مزار پر دیکھا، اور خواجہ عبید اللہ احرار کے مزار پر بھی یہی دیکھا۔ اول الذکر کا مزار بخارا کے مضافات میں، اور ثانی الذکر کا مزار سمرقند کے مضافات میں ہے۔ اندازہ یہ ہے کہ کمیونسٹ نظام نے مذہب کو مٹانے کی جو جد و جہد کی، اُس میں اُن تمام باتوں کو بھی ہدف بنایا جو مذہبی انداز کی تھیں، غالباً یہی وجہ ہے کہ اہم ترین شخصیتوں کی قبروں کو قومی آثار کے طور پر رکھا گیا ہے۔ مذہبی مقامات کا درجہ نہیں دیا گیا۔

ایک دلچسپ بات یہ دیکھنے میں آئی کہ مزار کے قریب بیٹھے ہوئے جو لوگ مجاور جیسے معلوم ہوئے، اُن کو دیکھ کر یہ شبہ ہوا کہ یہ نذرانے لینے یا ہندوستان میں مروّجہ مجاوری کرنے کا انداز رکھتے ہوں گے مگر معلوم ہوا کہ وہ زیارت کرنے اور فاتحہ پڑھ کر واپس لوٹنے والے کو مہمان سمجھ کر خاطر و تواضع کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ ہر شخص کو چائے پلانے اور بسکٹ وغیرہ سے خاطر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اُن سے کوئی چیز

www.abulhasanalinadwi.org

طلب نہیں کرتے۔ اہم مزارات اور مقبروں میں خواجہ بہاء الدین نقشبند اور خواجہ عبید اللہ احرار کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کا مزار سمرقند میں ہے، جو شاہِ زندہ نامی قبرستان میں ہے اس میں اور بھی متعدد دینی و حکومتی شخصیتوں کی قبریں ہیں۔ امام شاشی کا مزار جو تاشقند میں ہے۔ اور تیمور لنگ کا مزار جو سمرقند میں ہے حضرت قثم کا ملا کر تینوں مزارات عمارتوں کے اندر واقع ہیں ان کے علاوہ دیگر متعدد شہروں میں جو اہم مزارات ہیں وہ عموماً بلا عمارت کے ہیں۔

اندازہ یہ ہے کہ جس طرح ملک کے طول و عرض میں بکثرت مسجدیں مٹا دی گئیں اُسی طرح بکثرت مزاروں کو بھی ختم کیا گیا ہے۔ صرف متعدد مزارات نمونے کے لئے اور پروپیگنڈہ کے لئے باقی رکھے گئے اور اُن کی قدامت یا اُن کی عمارتوں کے شاندار ہونے کی بناء پر ملک کے آثار قدیمہ کے ضمن میں محفوظ رکھا گیا ہے جو سیاحوں کے دکھلانے بلکہ اُن کی آمد کے لئے کشش کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ اس میں خاص طور پر تیمور لنگ کا مقبرہ قابلِ ذکر ہے۔

## روس کی اقتصادی ناکامی اور ترکستان پر اس کا اثر

ان جگہوں کو دیکھنے کے لئے یورپ و امریکہ سے سیّاح آتے ہیں اور اس طرح ملک کو بیرونی کرنسی کے حصول کا فائدہ ہوتا ہے۔ یہ فائدہ اب جب کہ روس کو سخت اقتصادی کمزوری سے سابقہ پڑا ہے زیادہ مطلوب

www.abulhasanalinadwi.org

ومقصود ہو گیا ہے۔ قابلِ عبرت بات یہ ہے کہ روس کا کمیونسٹ انقلاب
اقتصادی برابری اور بہتری کے لئے ہوا تھا اور اس کے لئے دوسرے مقاصد
سے توجہات ہٹا کر اس مقصد پر زیادہ مرکوز کرنے کی کوشش کی گئی تھی ستر سال
کی مدت میں وعدوں اور توقعات پر رکھا گیا لیکن نتیجہ سخت اقتصادی ابتری کی
صورت میں نکلا حتی کہ اب تمام قدروں اور اصولوں کو چھوڑ کر حصولِ زر مقصد
بن گیا اور اس امریکہ کو جس کو روسی شریعت میں شیطانِ اعظم قرار دیا جاتا تھا
اب دوست اور سرپرست بنا لیا گیا ہے۔ مالی ابتری کا یہ حال دیکھا کہ روبل
جس کا تناسب ہندوستانی روپیہ سے ابھی چند سال قبل ایک دو کا تھا۔
اب ایک اور سو کا ہو چکا ہے یعنی ایک روپیہ میں ایک سو روسی روبل ملتے ہیں
اس کی وجہ سے وہاں گرانی آسمان تک پہونچ گئی ہے۔ یہ روبل سو سال قبل
دو ڈالر کے برابر تھا، اب تین ہزار روبل ایک ڈالر میں ملتے ہیں۔

آج حالات بدل جانے اور اُن علاقوں کے آزاد ہو جانے کے بعد بھی
تاتاری نسلیں یورپین طاقتوں کی دست دراز اور استحصال سیاست کے سامنے
بے بس حالت میں ہیں حالانکہ اپنے افراد کی تعداد اور رہائشی رقبے کے اعتبار
سے پورے مشرقِ وسطیٰ اور وسط ایشیا میں غیر معمولی حیثیت کی مالک ہیں۔
اُن میں اُن کی کل آبادی بیس کروڑ کے لگ بھگ ہو گی اور رقبہ ساٹھ لاکھ مربع
کلو میٹر، لیکن وہ تقریباً بارہ ۱۲، تیرہ ۱۳ ملکوں میں بٹے ہوئے اور غیروں کے
اثر میں دبے ہوئے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

# سیاسی ابتری اور علاقائی تقسیم

تاتاری نسلیں   تاتاری مورثِ اعلیٰ کی شاخیں ہیں بتدریج وسط ایشیا کے اُس علاقہ میں پھیلیں جس کے حدود مشرق میں موجودہ چینی ملک کے صوبہ سنکیانگ تک، اور مغرب میں ترکی تک اور شمال میں روسی صوبہ کے جنوبی حصّہ تک، اور جنوب میں ایران کی شمالی سرحد تک پھیلے ہوئے ہیں، تاتاری نسلوں نے پہلے تو مسلمان حکومتوں سے جنگ کی، اور عالم اسلام کا خاصا حصّہ فتح کرلیا، اُن کا مذہب شرک تھا لیکن پھر بتدریج سب مسلمان ہوگئے، پھر دنیا میں اسلام کی حفاظت وتقویت میں اُنکا نمایاں حصّہ رہا، تاتاری نسل کے مختلف خاندان یہاں کے مختلف خطوں میں اقتدار میں آتے رہے، لیکن یہ بیشتر علاقہ عموماً ایک ہی علاقہ کی حیثیت میں رہا، لیکن اب اِس پورے تاتاری علاقہ کی علاقائی اور قومی تقسیم متعدد ملکوں میں کردی گئی ہے۔ اولاً روس کی کمیونسٹ قیادت نے روس کے پڑوس کے اِن علاقوں کو دوستی وتعاون کے معاہدہ کے نام سے روس سے ملاکر ایک مشترکہ جمہوریائی اتحاد بنا دیا۔ اوراس طرح اُن علاقوں میں بالادستی روسی قوم کی ہوگئی اور نام کے لحاظ سے مقامی آبادیوں کو اُن کے قبائلی فرق کے اعتبار سے مختلف قوموں کے نام سے علیحدہ علیحدہ ٹولیوں میں بانٹ دیا۔ اُن میں سے ہر ایک کی تاتاری زبان علیحدہ قرار دے کر زبان کے معاملہ میں بھی تقسیم عمل میں لے آئی گئی۔ اس طرح تاتاریوں کی قومی وحدت ختم کردی گئی۔ چینی قبضہ کا علاقہ سنکیانگ کہلایا، اور روسی قبضہ

www.abulhasanalinadwi.org

کے علاقوں کو تاجکستان، قرغیزیا، قازقستان، ازبکستان اور ترکمانستان، پھر تتارستان ناموں کے ملکوں اور قوموں میں تقسیم کر دیا گیا۔ پھر جب روس کا زوال ہوا تو بیشتر علاقے آزاد تو کر دیئے گئے لیکن "کمیونسٹ کامن ویلتھ" کے نام سے پھر تعاون کے دائرے میں باندھ دیئے گئے بلکہ یہاں کے حکمراں روسی نظام تعلیم کے اثر سے اور روسی سیاست سے مرعوبیت کی بنا پر خود تعاون کے بندھن میں بندھ گئے، چنانچہ وہ باوجود آزادی ملنے کے کمیونسٹوں کے سیکولر نظام کا اپنے کو پابند بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن پھر بھی روسی اقتدار کے کمزور ہو جانے کی بنا پر وسط ایشیا کے یہ علاقے اب بند علاقے نہیں رہے، یہاں اب سب آجا سکتے ہیں اور یہاں کے باشندوں کو کسی حد تک اُن کا فراموش کردہ سبق یاد دلا سکتے ہیں۔

یہ طاقت میں شہرت رکھنے والی قوم جس نے اسلامی پرچم کے نیچے رہ کر دنیا کی عظیم ترین قوموں کا کردار ادا کیا تھا، آج بے دینی اور اشتراکی پرچم کو اٹھائے ہونے کی صورت میں دنیا کی ایک بے بس اور دوسروں کی دست نگر قوم بلکہ قومیں بنی ہوئی ہیں حالانکہ اُن کی عظمت کے زمانے میں اُن کی افرادی طاقت لاکھوں کی تعداد میں رہی ہو گی، اور اب کروڑوں کی تعداد میں ہے۔

## تاتاری قوم قدیم و جدید کے آئینہ میں

یہ تاتاری لوگ وہ ہیں جنکے اسلاف نے ایمان و ہمت سے ماضی میں اپنی عظمت

www.abulhasanalinadwi.org

اور جہاں بانی کی مثال قائم کر دی تھی۔ انھوں نے اسلام کا جھنڈا بلند کیا اور وسیع رقبۂ عالم کو اپنا زیر اثر بنا لیا تھا۔ اُن کی ایک شاخ جو ترکوں کے نام سے موسوم ہوئی، اس نے ترکستان سے لے کر یورپ کے قلب تک اپنی فتوحات و حکومت کے جھنڈے گاڑ دیئے اور بہ یک وقت تین براعظموں ایشیا یورپ اور براعظم افریقہ کے متعدد اہم علاقوں کو اپنے زیر حکومت بنائے رکھا رومیوں کی بازنطینی عظمت کو اسکے صدر مقام قسطنطنیہ کو فتح کر کے پاش پاش کر دیا۔ ان کی حکومت سلطان سلیمان قانونی کے زمانہ میں دنیا کی سب سے پُر عظمت اور طاقتور حکومت کہلائی۔

یہ حکومت خلافتِ عثمانی تھی جو عثمان نامی ایک ترک حاکم کی طرف منسوب تھی اور ایشیائے کوچک کے ایک شہر بورصہ سے شروع ہوئی تھی۔ خلافتِ اسلامی کا منصب حاصل کر کے دنیائے اسلام کی سات سو سال سرپرستی کی اُن کے سامنے یورپ کی طاقتوں نے بار بار شکست کھائی اور پسپا ہوئیں لیکن جب خلافت اسلامیہ کے ان نمائندوں میں وہ امراض پیدا ہوئے جو زوال لاتے ہیں تو وہ پڑوس کے یورپین سلاطین کے دباؤ سے بتدریج سمٹتے چلے گئے۔ بالآخر یورپ کے مقاصد کے ایک ہم نوا ترکی جنرل مصطفیٰ کمال نے ان ترکوں کی اس عظمت کو جو عثمانی خلافت کے نام سے ساری دنیائے اسلام کے لئے مرکزی سہارا بنی ہوئی تھی، ختم کیا اور اس کو اسلامی غلبہ کے خاتمہ کا آغاز بنایا یہ سخت ذلت کا مرحلہ تھا جس نے مسلمانانِ عالم کو بہت نقصان پہونچایا۔

---

www.abulhasanalinadwi.org

تاتاریوں کی دوسری نسل نے جس کا قائد تیمور تھا، ترکستان کے قلب سے اپنی طاقت وعظمت کا آغاز کیا، اُس کے زمانہ میں سمرقند دنیا کے عظیم ترین مرکزوں میں ایک مرکز بن گیا تھا اور اردگرد کے علاقے طاقت وتمدن میں نامور ہوئے ترکستان کے فرزندوں نے بخارا و سمرقند کو دنیا کے عظیم مقامات میں شمار کرایا ایک طرف طاقت واقتدار کی مثال قائم کی، دوسری طرف علم وفضل میں بامِ عروج تک پہنچے، تیسری طرف جہاں بانی کے لئے اُن کی نسلیں جنوبی ایشیا تک پہونچیں اور وہاں صدیوں دنیا کی عظیم حکومت کی سرپرستی وقیادت کی۔ اُن کی عظمت کی نشانیاں ترکستانی خطوں کی عمارتوں کے علاوہ جنوبی ایشیا میں تاج محل، قطب مینار، عظیم قلعے اور مساجد صدیوں قائم رہنے والی یادگاریں ہیں، دوسری جانب ان کی حکومت وقیادت کے زیر اثر برصغیر کے مسلمانوں کی وہ تہذیب بنی جو پورے عالم اسلام میں اپنی ایک علیحدہ خصوصیت رکھتی ہے، اس میں ثقافت، تمدّن، علم وفن اور علوم اسلامیہ میں امتیاز جیسی اپنی الگ خصوصیات ہیں تقسیمِ ہند سے مسلمان قوم اگر دونیم نہ ہو جاتی تو کیا عجب تھا کہ مسلمانانِ برصغیر کو دنیائے اسلام کی قیادت کا بھی موقع مل جاتا۔

جنوبی ایشیا کی مسلمان تہذیب کو ترکستان کے تیموری خاندان کے زیرِ اقتدار جو مدد پہونچی اس کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ خود ترکستان کے علاقوں میں اسلامی عہد کے مختلف ادوار میں کئی عظیم حکومتیں قائم ہوئیں جن کے زیر سایہ علم وتمدن وحکومت کی عظمتیں سامنے آئیں۔ ان

www.abulhasanalinadwi.org

میں خوارزم شاہ کی حکومت بھی شامل ہے۔ جس نے وسط ایشیا کے ایک معتدبہ رقبہ میں اپنی عظمت کا مظاہرہ کیا لیکن صدیوں بام عروج پر رہنے کے بعد یورپ کے بیدار ہونے پر گذشتہ تین صدیوں کے اندر یہ اور دنیائے اسلام کا یہ سارا علاقہ یورپ کے ممالک کی انتقامی کارروائیوں اور سازشوں کا میدان بن گیا۔ یورپ کی ان طاقتوں نے جو منصوبے بنائے اُن میں وہ کامیاب ہوئیں آج مسلمانوں کی عظمت کے یہ سب علاقے دشمنانِ اسلام کے قدموں کے نیچے ہیں اور سازشوں کے شکار ہیں۔

## عروج وزوال کی تاریخ سے سبق

گذشتہ تاریخ کی آخری تین صدیاں مسلمانوں کیلئے بڑا سبق رکھتی ہیں۔ یہ ان کے بام عروج سے قعر زوال تک پہونچنے کی المناک تاریخ پر مشتمل ہیں لیکن یہ اسی کے ساتھ اُن کی اپنی کوتاہیوں، غفلتوں اور بے عملیوں کی لرزہ خیز داستان بھی ہیں۔ جس سے مسلمانوں کو واقف ہونے کی اشد ضرورت ہے تاکہ وہ اپنا مستقبل درست کرنے اور اپنی کھوئی عظمت حاصل کرنے کی تدبیر صحیح لائنوں پر کر سکیں اور ایسے دشمنوں سے نبرد آزمائی کے محاذوں کو صحیح شکل میں مضبوط کر سکیں۔ ان تین صدیوں میں مسلمان طاقتوں کے زوال کے اسباب کا سرسری جائزہ یہ بتاتا ہے کہ دین حق رکھنے کے باوجود اُس پر صحیح عمل کرنے میں کوتاہی کے ساتھ عالم اسباب میں تین وجوہ نے بہت اثر ڈالا، اُن میں ایک جاہ واقتدار کے لئے آپس کی رسہ کشی، ریشہ دوانی، اپنے ذاتی مفاد

www.abulhasanalinadwi.org

کی خاطر دوسرے کو نیچا دکھانے اور شکست دینے کے لیے دشمن تک سے مدد لینا، اور مسلم دشمن طاقتوں کو اپنے معمولی فائدے کیلئے بھی بہت رعائتیں دینا دولت کو زیادہ تر شان و شوکت کے اظہار، اور تعمیری مقاصد کے بجائے نامولی کے کاموں پر بے دریغ صرف کرنا، خواہ اس کے لئے اپنے حدود آمدنی سے نکل کر قرض کا سہارا لینا پڑے، اور اسی طرح قرض کے جال میں پھنستے چلے جانا، اور تیسرے ملک و قوم کی زندگی کو علمی اور ٹھوس عملی بنیادوں پر ترقی دینے اور بہتر بنانے، اور تعلیم کے فروغ سے کوتاہی کرنا۔

مسلمان طاقتوں کو ایک زبردست نقصان اُن کی بے توجہی سے بھی ہوا انھوں نے غیروں کے وعدوں اور باتوں پر بے سمجھے بوجھے اعتماد کیا، اُن کی مخفی سازشوں سے تغافل برتا اور سراسر غافل رہے۔ چنانچہ عالم اسلام کے ممالک ظاہراً آزاد لیکن حقیقت میں ذلیل کن تابعداری میں چلے گئے۔ گذشتہ تین صدیوں کی تاریخ کھلے طریقہ سے ہم کو یہی نقشہ دکھاتی ہے۔

یہی اسباب ہندوستان کے علاقوں میں مسلمانوں کے اقتدار سے بے دخل ہو جانے اور برطانی استعمار کے پنجہ میں چلے جانے کے ہیں کہ کہنے والے کو کہنا پڑا کہ" ؎

جعفر از بنگال و صادق از دکن
ننگ دیں، ننگِ ایماں، ننگ وطن

اور یہی اسباب ترکستانی دنیا میں پیش آئے کہ آپس کی کشمکش اور دشمن کے وعدوں اور ظاہری، مدد و تعاون پر غیر معمولی اعتبار اور صحیح وسائل کے استعمال میں کوتاہی کی۔ اور یہی اسباب ترکی خلافت کے سانحہ میں بھی کارفرما

www.abulhasanalinadwi.org

رہے، اقتصادی، بے تدبیری اور قرض میں مسلسل اضافہ، پھر دشمن طاقتوں کی ریشہ دوانیوں سے غفلت اور عملی ترقیات کی طرف سے غیر معمولی غفلت اہم اسباب تھے۔ بے حد و حساب چوٹیں کھانے اور ذلت سہنے کے بعد اب صحیح علمی و دینی شعور کے حاملین کے ذریعہ یہ احساس ابھرنا شروع ہو گیا ہے کہ ہم پہلے دنیا کے قائد تھے اب حقیر اور چھوٹی چھوٹی حکومتوں کے سامنے تابع اور ذلیل ہیں۔

یورپ نے علم و محنت سے کام لیا تو باوجود کفر و مذہب دشمنی کے دنیا کا قائد بن گیا۔ ہم سے علم اور صحیح حکمت عملی سے لاپرواہی ہوئی تو باوجود حق پر ہونے اور باوجود علم و تمدّن کی موجودہ ترقیات کے اولین رہبر ہونے کے ذلیل و رسوا ہیں۔ لیکن اب حالات کروٹ لینے کا اشارہ دے رہے ہیں، یورپ اپنے تمدن کی صلاحیت پر ایمان کھوتا جا رہا ہے، وہ اپنی صحت مندانہ ضرورتوں کے ساتھ اپنے قدیم مذہب کو سازگار نہیں سمجھ رہا ہے۔

اب اسکے سامنے اسلام کے سوا کوئی دوسرا مذہب نہیں جو مداوا بنے۔ لیکن ابھی اسلام کا تعارف کرانے والے کم ہیں، مسلمانوں کی عظمت رفتہ لوٹنے کا اصل ذریعہ اُن کا اپنا آپسی اتحاد صحت مندانہ و دانش مندانہ اور مخلصانہ جہد و عمل ہے یہ خوبیاں جہاں جتنی ہوں گی اُنہی کے مطابق مستقبل میں سربلندی کی امیدیں قائم کی جا سکتی ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

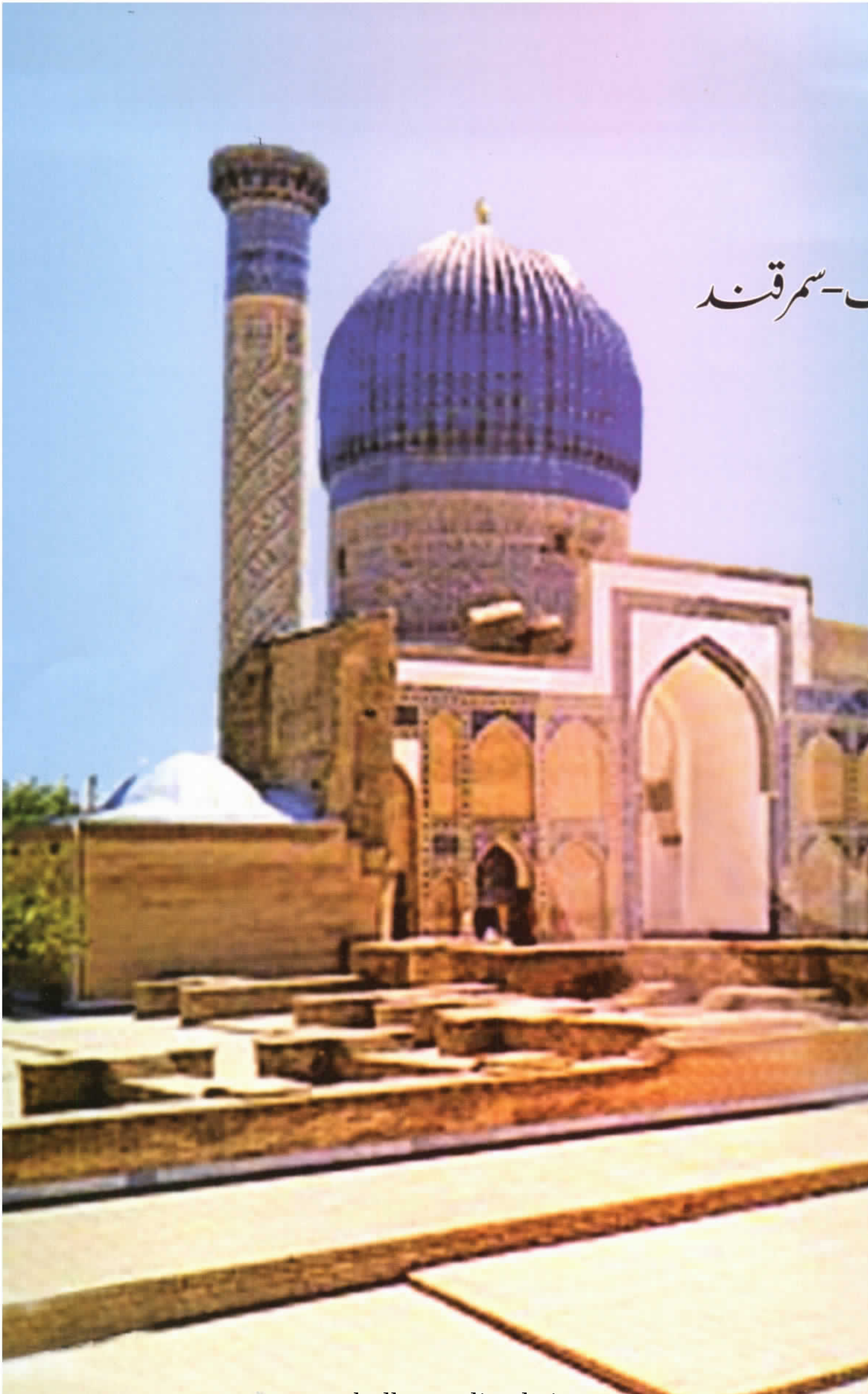


www.abulhasanalinadwi.org

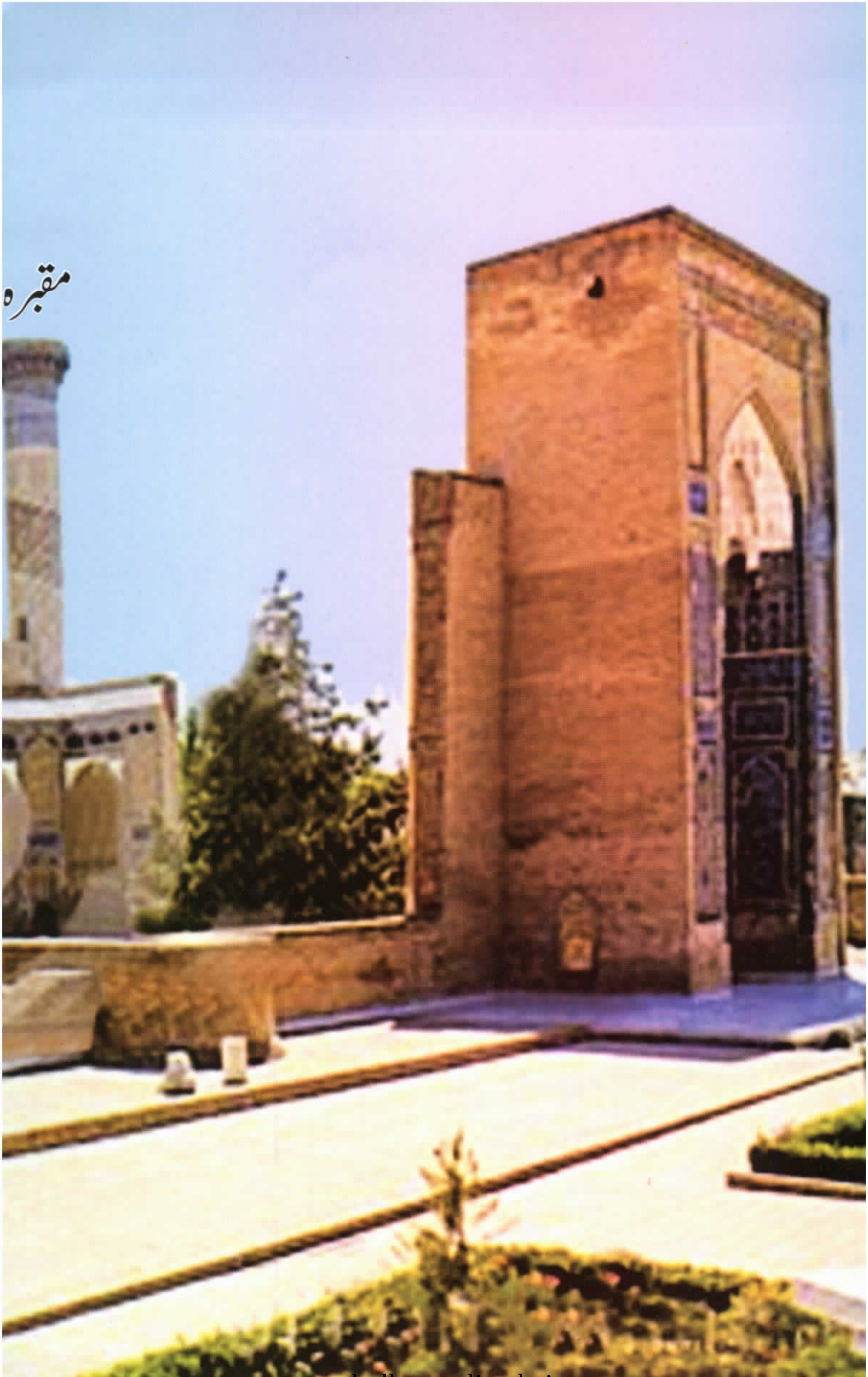


www.abulhasanalinadwi.org

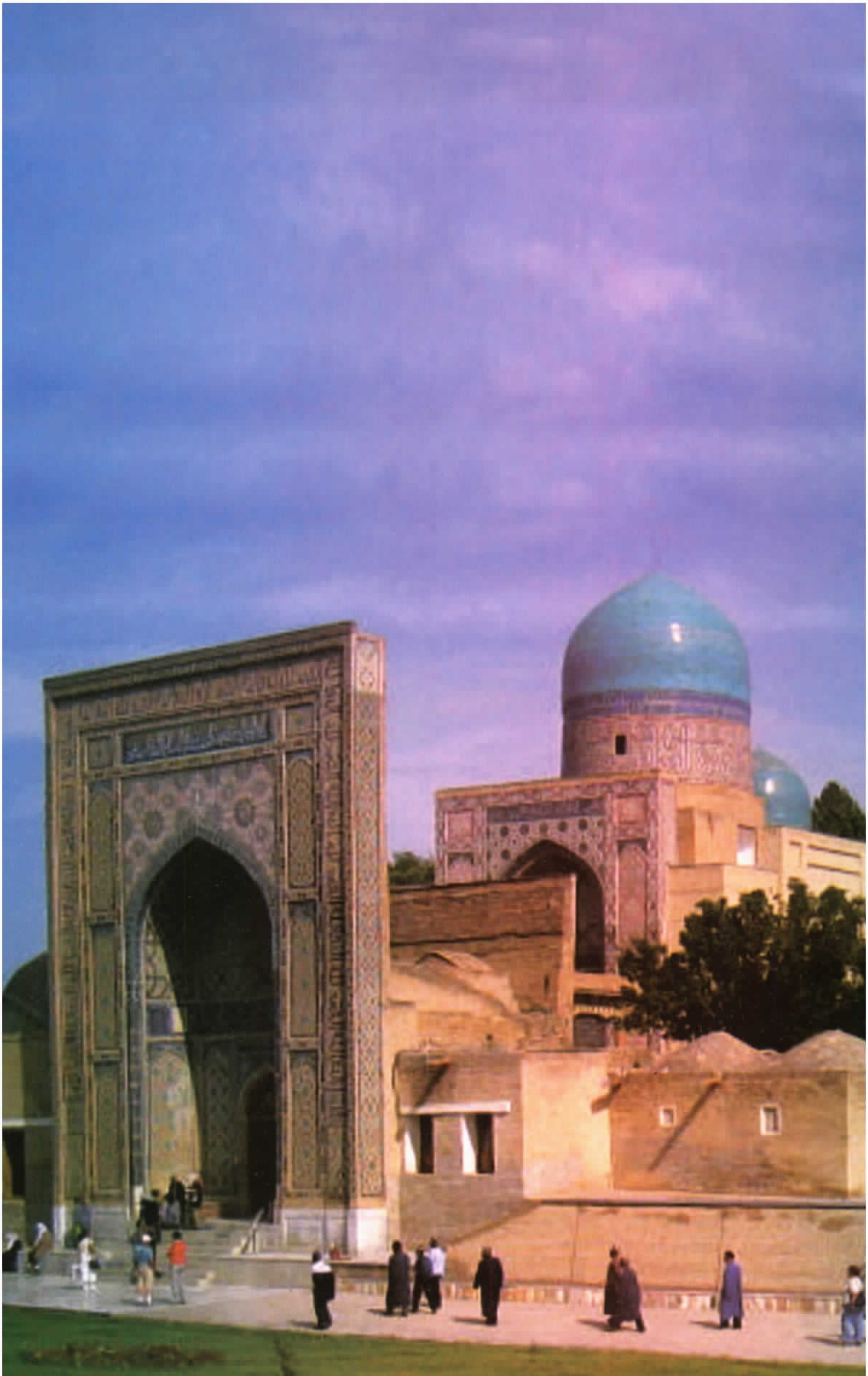

www.abulhasanalinadwi.org

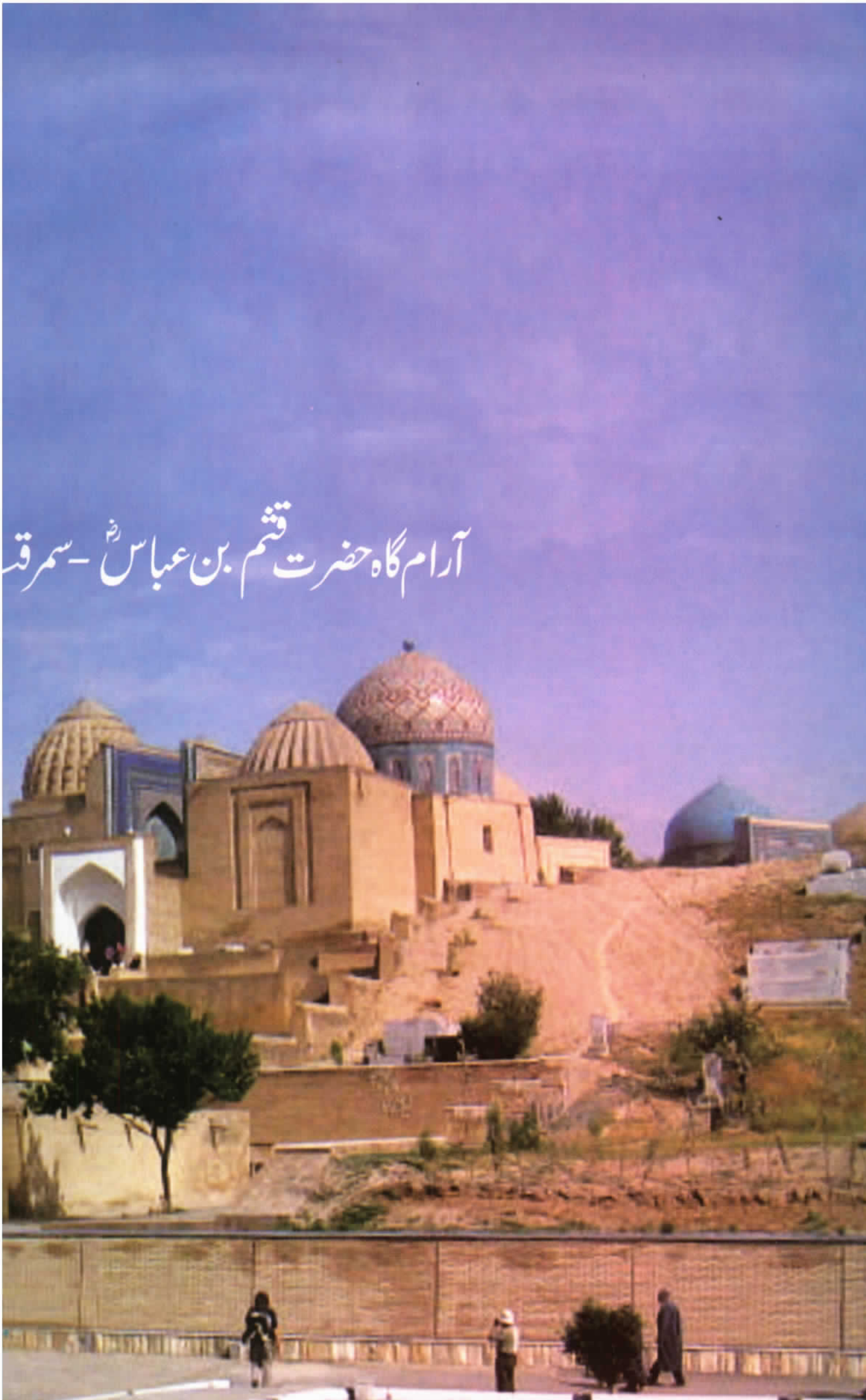


www.abulhasanalinadwi.org

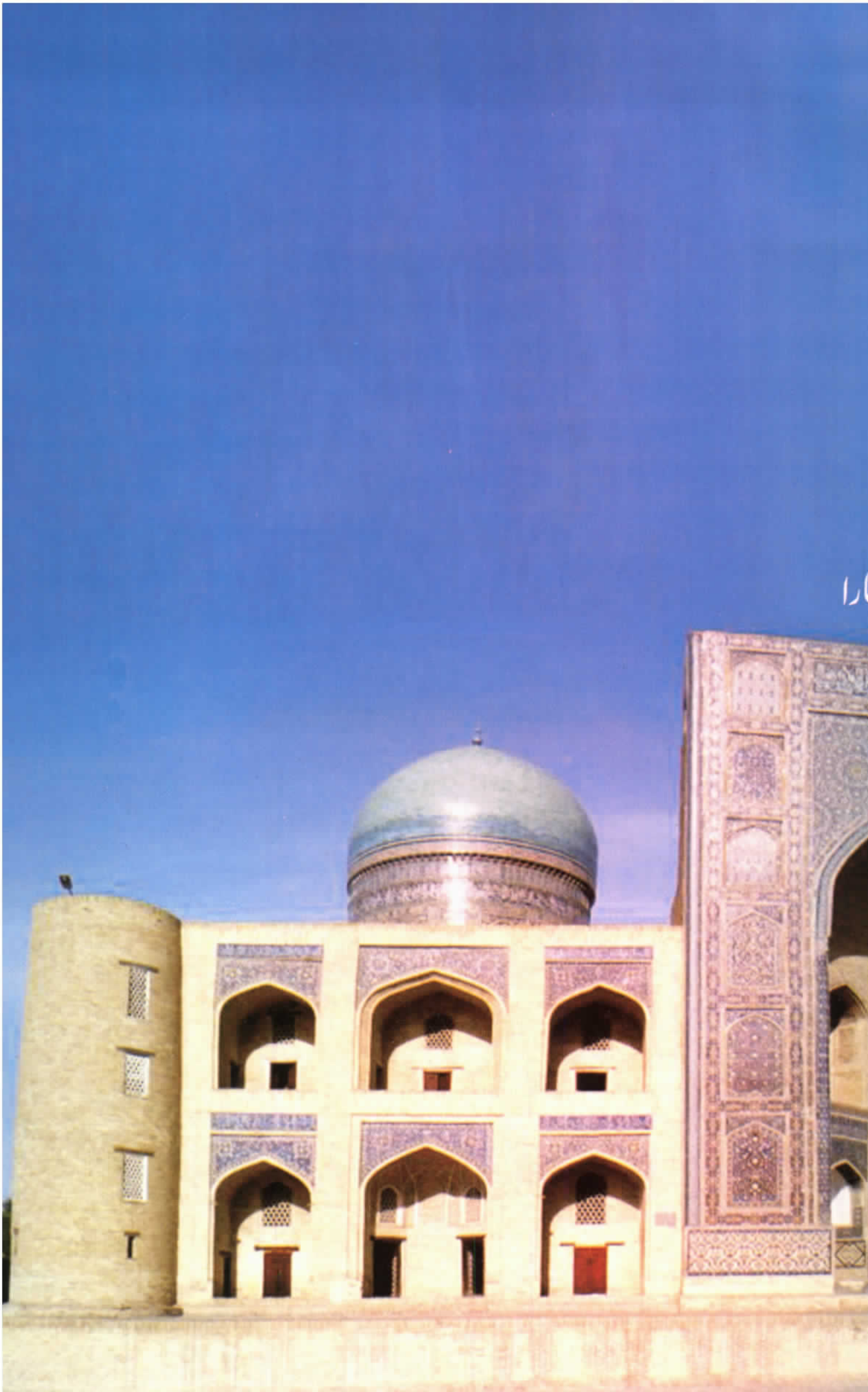

www.abulhasanalinadwi.org

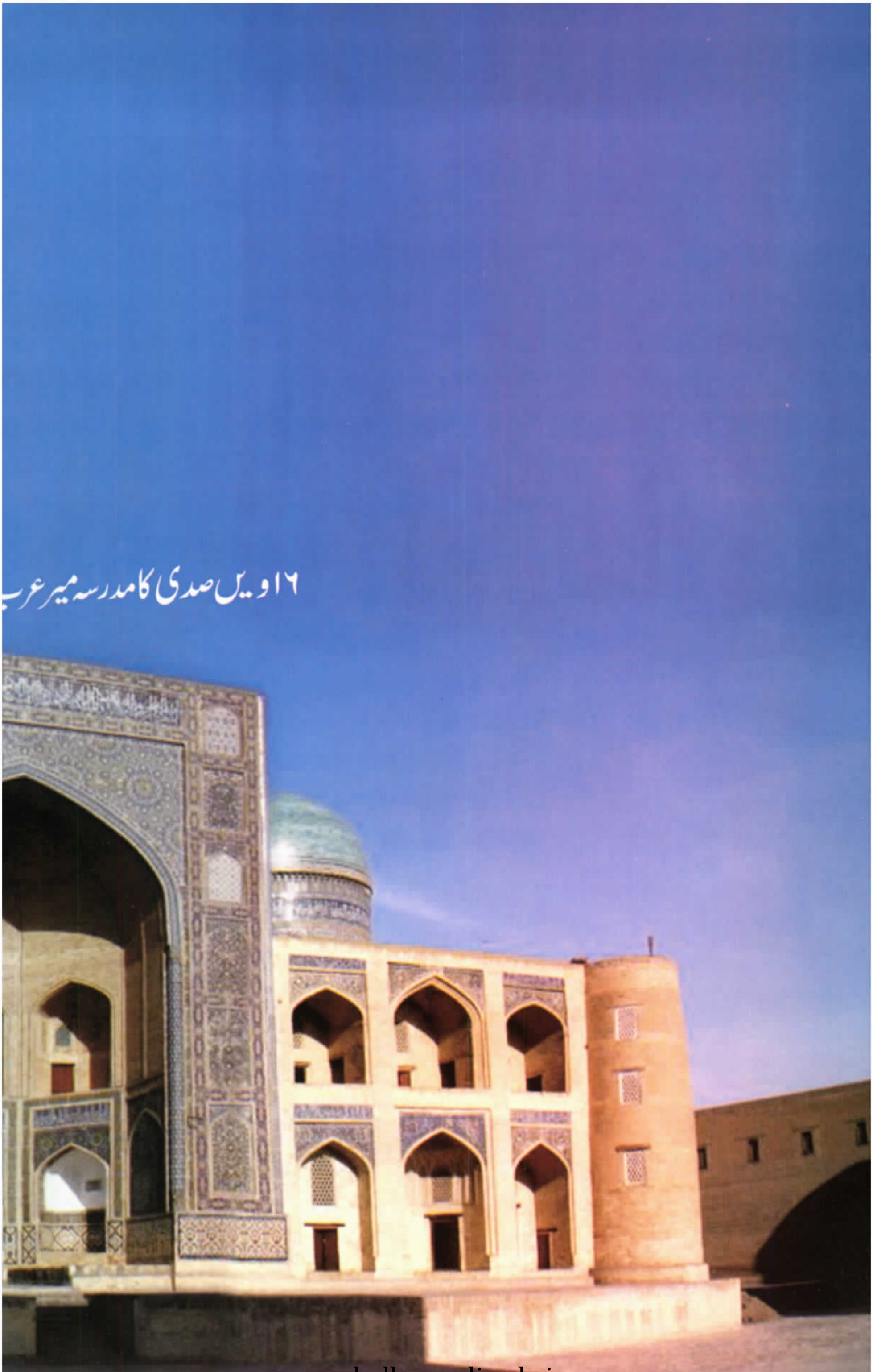
۱۶ ویں صدی کا مدرسہ میر عرب

www.abulhasanalinadwi.org

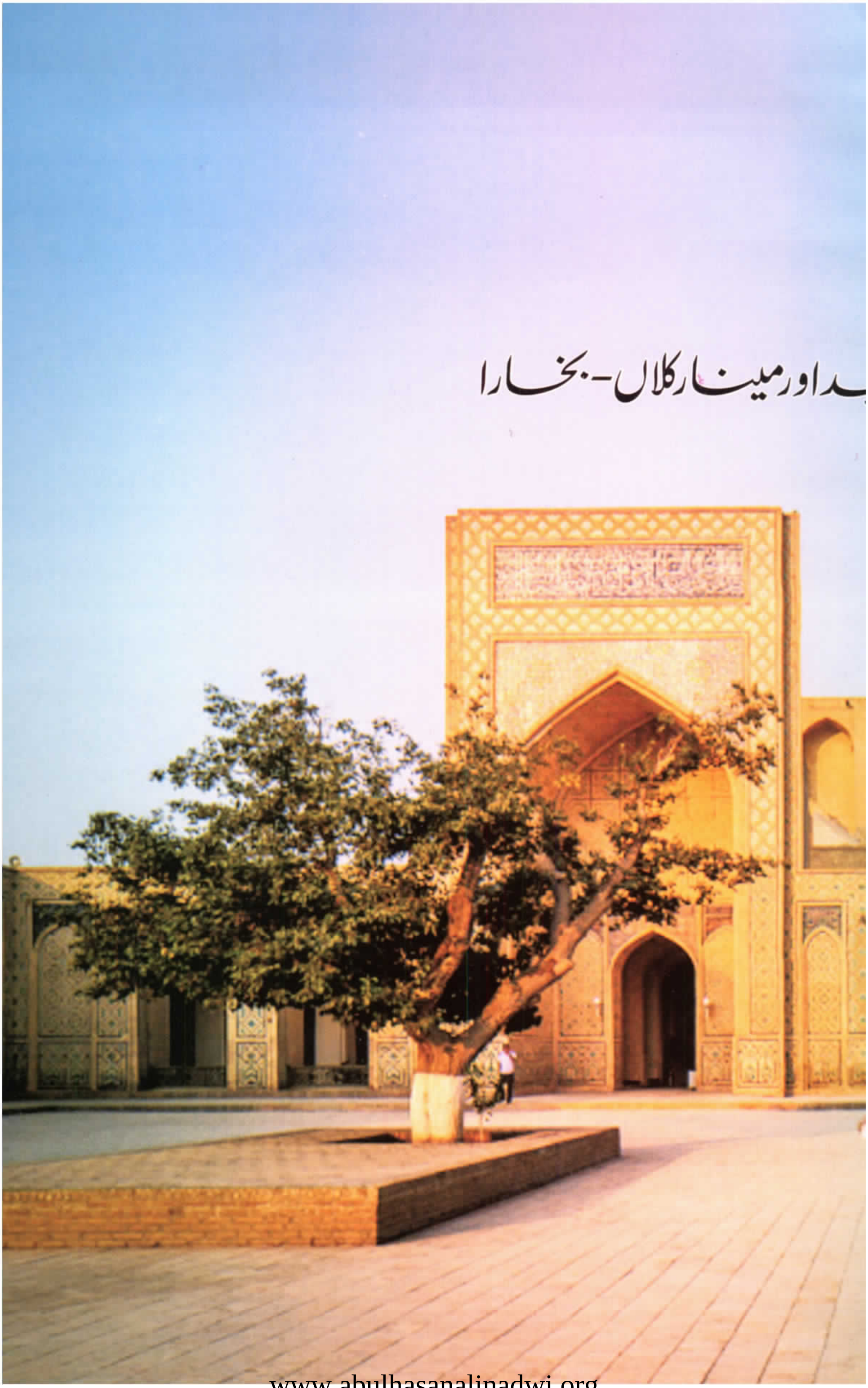

ـد اور مینار کلاں -- بخارا

www.abulhasanalinadwi.org

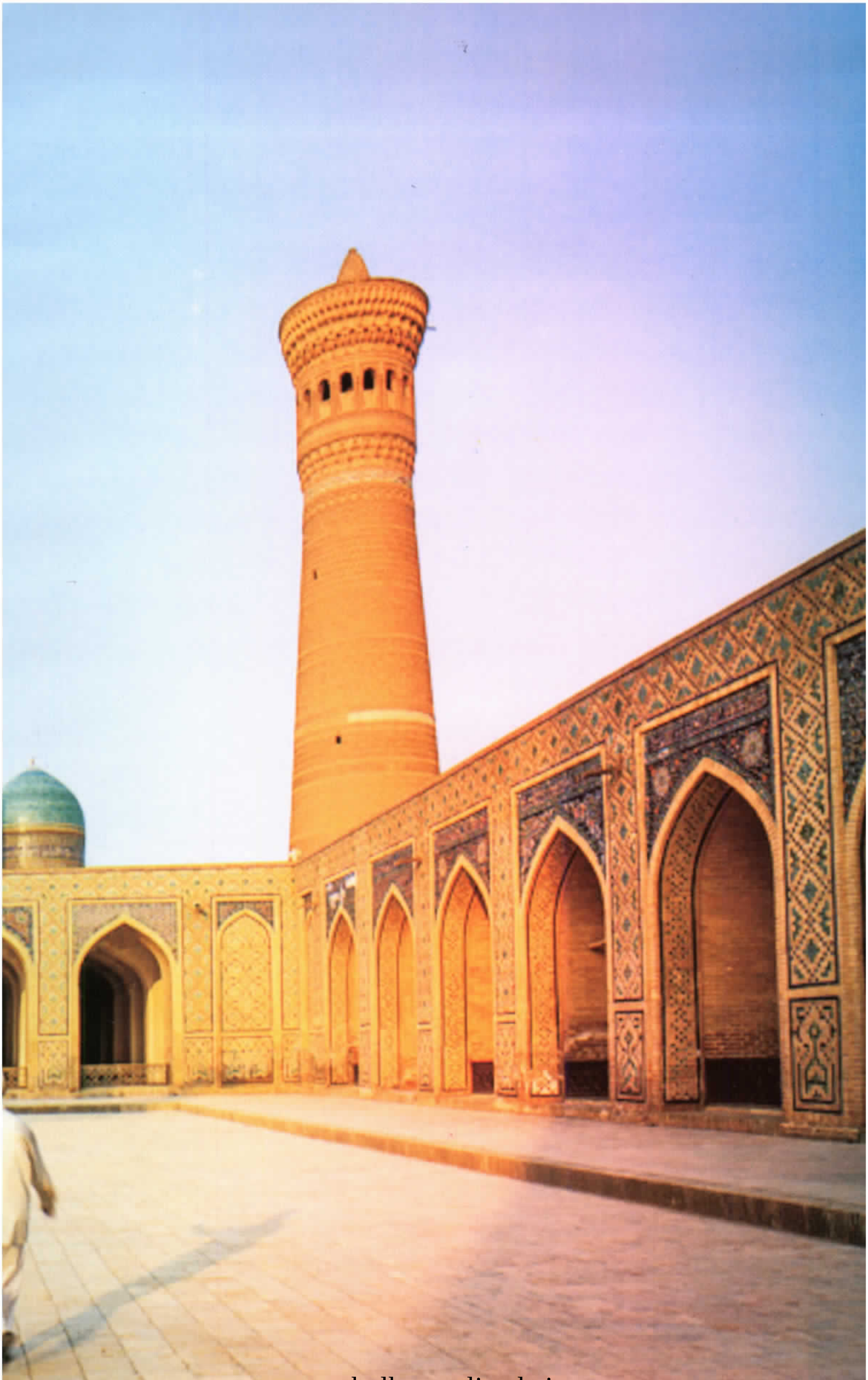

www.abulhasanalinadwi.org